



آپ کے محبوب اور ہمدرد عزیز مصنف
ابن صفیر کی مقبولی عام تحریروں کے
مستند نہیں سکتی۔ ابن صفیر کی
جیسا سوسی ڈسٹیا کا ایک دلچسپ اور مکمل ناول

1983
ابن صفیر



کپٹن

عمید نے ٹیکسی سے اترتے ہی بہت
بڑا سا منہ بنایا کیونکہ وہ غیر آباد کے
سی۔ آئی۔ ڈی آفس کے سلسلے کی تھی۔ اسے نہیں معلوم تھا
کہ نصیر آباد کا سفر کیوں کر ناپڑا ہے۔ اسٹیشن پر سالانہ رینٹ
ہوئی کے ایجنٹ کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ ایجنٹ نے نہیں کھول
کے غیر نوٹ کر لے گئے اور جبر فریدی ایک ٹیکسی کے عمید کو بھی
ہیال گھسیٹ لایا تھا۔

فریدی تاریخ میں تھا۔ وہیں سے اس نے عمید کو نہایت
بڑا منہ کیا تھا کہ وہ فلاں ٹرین سے نصیر آباد کے لیے روانہ ہو
ہو جائے اور نصیر آباد کے اسٹیشن پر اس ٹرین کا انتظار کرے
تو تاریخ سے غلط وقت روانہ ہوئی ہے۔

عمید جس ٹرین سے آیا تھا اس کے نصیر آباد پہنچنے کے
پندرہ منٹ بعد ہی تاریخ اداہل ٹرین گئی تھی اور فریدی نے
اسے کچھ بلے بغیر محو سرائے رسائی کے دفتری راہ لی تھی۔
چلیے عمید نے نیچے اتر کر ٹیکسی کا دروازہ ایک طرف
کھولے ہوئے کہا: مجھے یقین تھا کہ آپ مجھے نصیر آباد کے
بیٹر خانے میں آجیں داخل کرانے گئے۔
فریدی نے کوئی جواب دیے بغیر ٹیکسی کا کوڑا لیا اور
برآمدے کی طرف مڑ گیا۔

”نصیر آباد؟“ عمید بولا۔ ”آپ مجھے باہر ہی چھوڑ جائیے
تو بہتر ہے کیونکہ کسی ایسی جگہ سے کہ جہاں وہ جانے بغیر مشکل ہی
سے قبول ہوئی ہے جہاں سے اسٹیشن نہ کھائی ہو تیار ہو۔“
پلو پلو اس نہ کوڑے فریدی جھٹکا گیا۔

وہ اندر آئے اور جب شبہ جرم کی حکمت کی طرف
بلنے لگے تو ایک آدمی نے انہیں ٹوکا۔
”اگر سیرنڈنٹ فاروقی کے کمرے تک میرے ساتھ چلو۔“
فریدی نے منہ نہ کر کے کہا: اگر انہیں کوئی اعتراض ہو تو تم شوقی
سے ہیں یا ہار کا راستہ دکھا دینا۔

وہ آدمی حقیقتاً سیرنڈنٹ فاروقی کے کمرے تک آیا اور
اس وقت تک مطمئن نہیں ہوا جب تک سیرنڈنٹ فاروقی نے
خود ہکی لپٹے کمرے سے نکل کر ان کا استقبال نہیں کیا۔

سیرنڈنٹ فاروقی ایک مٹھرائی تھا۔ اس کے سر کے
سارے بال سفید تھے لیکن محنت بہت ابھی تھی۔ اس کے
پتھے اس عمر میں بھی کافی مضبوط نظر آ رہے تھے۔
وہ انہیں اپنے آفس میں لے آیا اور اسے یہ معلوم کر کے

بڑی حیرت ہوئی کہ وہ لوگ اسٹیشن سے سیدھے آئے ہیں۔
”آپ کی کامیابی کا راز دراصل آپ کی اصول پسندی ہی ہے۔“
مغمر ہے۔ انہوں نے کہا۔

پھر کچھ دیر تک رسمی گفتگو ہوئی رہی۔ عمید کافی سے
زیادہ فوریت محسوس کر رہا تھا۔ دفعۃً فاروقی نے گفتگو کا منہ بدلایا۔
”مجموعہ خود کشی اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ آغوا سٹیج پر
سرنگے کیا ضرورت تھی۔“ انہوں نے کہا۔

”جی ہاں۔“ فریدی سر ہل کر بولا: خود کشی کے امکانات
بہر طور نا ہی حصول ہے۔
”اس سے بھی کہہ سکتا ہے کہ کسی نے اس کی فلاحی میں
انتقل کر ڈکری تھی۔“

”کہا نہیں جاسکتا کہ جی کہنا چاہیے۔“
”لیکن سر نے دلائل حقیقتاً اسٹیج کا سفر نہیں تھا۔“
”پھر کون تھا؟“ فریدی نے حیرت سے کہا۔

عمید نے سوچا کہ وہ آؤ کا بیٹا یقینی طور پر یاختر کا بھروسہ
رہا ہو گا کیونکہ اب ہم دو دفاتر انتہائی مضبوط خیر انداز میں جاسوسی
تادل کے سرائے رسالہ جیتے چلے جا رہے ہیں۔
سیرنڈنٹ فاروقی نے اس سے کہا: وہ شہر جرم
کا ایک انسپکٹر تھا۔

”ہاں؟“
”جی ہاں۔ اس کا خیال تھا کہ نگار تعمیر جرم کا کھانا ہے۔
مکس جسم کے جرائم۔“ فریدی نے پوچھا۔
”نصیر آباد، میں جانتا ہوں۔“ فاروقی نے کہہ کر میز
پر رکھی ہوئی ٹھنڈی بجائی۔ پھر اسی اندر داخل ہوا۔

انسپکٹر شاہد کو سلام دوئے فاروقی نے اس سے کہا۔
اور کہنا کہ نگار کا قاتل چاہیے۔
پھر اسی چلا گیا۔ فاروقی نے فریدی کو غیظ کے کہا۔
میں آپ کو تفصیل سے بتاؤں گا۔

کچھ دیر بعد ایک دروازہ آدمی کمرے میں داخل ہوا۔
انسپکٹر شاہد فاروقی نے اسے پیچھے کا اشارہ کرتے
ہوئے کہا: نگار سے تعلق رکھنے والے کسی کی تفصیل چاہیے۔
”بہت بہتر جناب۔“ انسپکٹر شاہد نے قاتل کے وقت لپٹے
ہوئے کہا: ۳ فروری کو کل شیر خاوی موت پر اسرارہ طور پر واقع
ہوئی۔ وہ نگار تعمیر سے باہر نکل کر اپنی کار کی طرف آ رہا تھا کہ پورا
کر گا اور اسی جگہ ختم ہو گیا۔ ۱۰ مارچ... لیڈی اقبال پانچ مکان

کے زینوں پر چڑھتے وقت گریں اور ختم ہو گئیں۔ ان کی واپسی
 بھی نگار تھیں۔ ہوتی تھی۔ ۲۳ مارچ... ڈاکٹر وی کے بڑی
 نگار سے واپسی پر ایک نائٹ کلب میں مرہہ پایا گیا۔
 "کیپٹن کرگ" فریدی کچھ سوچا ہوا بڑا لڑا تھا۔ وہی تو
 نہیں جس نے تین سال پہلے گھریلوں کی پرورش اور دولت
 کے لیے ایک فام کی بنیاد ڈالی تھی اور پھر اس پر غریب دہی
 کا مقدمہ قائم ہو گیا تھا۔ ثبوت ناکافی ہونے کی بنا پر اسے
 سزا نہیں دی جاسکتی تھی۔

"وہی... وہی... انہیں شاہد نے فریدی کو گھوڑے
 پر سوار کیا۔ اس کے بعد اس نے تیرہ مزید اموات کی لاش پیش
 کی جن کا سبکی کسی نہ کسی طرح نگار تھیں۔ یہ سب بلیں لگایا تھا۔
 فریدی نے ایک طویل سانس لی اور سوچا فاروقی کی
 آنکھوں میں دیکھتے لگا۔

"نیک ان اموات کی وجہ اس نے آہستہ سے پوچھا۔
 "یہ بھی حرکات قلب بند ہو جانے کی وجہ سے مرے تھے۔
 شاہد نے جواب دیا۔

"یعنی ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں تھا جس کی حرکت
 قلب مرنے کے بعد بھی جاری رہی ہو؟" فریدی نے پوچھا اور شاہد
 "ہاں" نہیں "کہہ گیا پھر جب اس نے جسد کے نیچے رخو کر گیا
 اور فاروقی کے پونوں پر سرکراٹ ڈھکی تو اسے حشفہ آگیا۔
 "کیپٹن فریدی اور آپ کو مل فریدی" فاروقی نے
 موقع کی نزاکت چاہ کر فوراً تعارف کرادیا۔

"ادھر" شاہد کی آنکھوں میں پہلے تحریر نظر آیا اور پھر اس
 نے چھپتی ہوئی ہنسی کے ساتھ کہا: جلد ہی کچھ رہا ہے کہ وہ کسی
 کی زبان سے ادا ہو رہا ہے۔

"ہاں تو... پوسٹ مارٹم کی رپورٹیں ایک دوسری سے
 مختلف نہیں ہیں۔" فریدی نے فاروقی سے پوچھا۔
 "تعلق نہیں۔ سب کے سب اچانک حرکت قلب بند ہو
 جانے کی بنا پر مرے تھے۔"

"یہ نکتہ اہم ہے۔"
 "بہت اہم ہے جناب۔" شاہد لولا۔
 "کیا اچھی نیک آپ ہی تفتیش کرتے رہے ہیں؟"
 "نہیں"۔" فاروقی نے کہا: "تفتیش اسی انکشاف شروع
 کی تھی جو اپنی راتل کا خود ہی شکار ہوا تھا۔"
 "غالباً اس سے ہی خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آپ کی رپورٹیں

لیا گیا ہو گا اسی لیے کسی نے اس کی تفتیش میں راتل کو ذکر
 دی تھی۔

"فی الحال ہی خیال ہے۔" فاروقی لولا۔
 "لیکن اتنی احتیاط سے کام لینے والے ایسے اہل حق نہیں
 ہو سکتے۔"

"میں نہیں سمجھتا۔"
 "یعنی اگر ان وارداتوں میں نگار والوں کا ہاتھ ہوتا تو
 انہیں ڈکوپہاں لینے کے بعد ہرگز ایسی حرکت نہ کرتے اس طرح
 تو ان کے حالات تشریف میں بدل جاسکتے۔
 آپ کا خیال بھی درست ہے۔"

"اگر انہوں نے اسے پہچان لیا ہوتا تو وہ اسے تھکانے
 لگانے کے لیے وہی نسخہ استعمال کر سکتے تھے جو دوسروں کے لیے
 کیا تھا۔ اس طرح ان کی گردن بھی سلامت رہتی۔ مگر..."

"تھریس"۔" شاہد نے کہا: "آپ دوسری اموات
 کے سلسلے میں نگار والوں پر جابج نہیں لگا سکے۔ طبی رپورٹیں
 صرف اتنا ہی بتاتی ہیں کہ وہ اچانک حرکت قلب بند ہو جانے
 کی وجہ سے مرے تھے۔ نگار سے واپس آئے والے اگر بڑی
 تعداد میں بھی اس طرح مرتے رہیں تو آپ صرف تفتیش کر سکتے
 ہیں کسی کو حراست میں نہیں لے سکتے۔ مگر راتل کا واقعہ تو نگار میں
 قتل تک ڈوبا سکتا ہے۔"

"جی ہاں! اور ایسا ہو بھی چکا ہے۔"
 "لہذا نگار والے اسے گدے نہیں ہو سکتے کو خواہ مخواہ
 کنوینینس کو درپیش۔"
 "فاروقی کچھ نہ لولا۔

"فقروزی دیر انداز نے کہا: "بہر حال اب آپ کو یہ کیس
 دیکھنا ہے۔"
 "ٹھیک ہے۔" فریدی سر ہٹا کر لولا: "میں آپ کو صرف ایک
 تکلیف دوں گا۔"

"ضرور فرمائیے۔"
 "کیپٹن کرگ کے متعلق معلومات۔ گھریلوں کا فام بند
 ہونے کے بعد سے وہ اب تک کیا کرتا رہا ہے۔ مطلب یہ کہ اس
 کا ذریعہ معاش کیا تھا اور وہ آپ... باہنی۔ لاش مجھے عنایت
 فرمائیے گا۔"

"شاہد نے لاش اس کی طرف بڑھا دی۔ فریدی اُسے
 دیکھتا رہا پھر سر ہٹا کر لولا: "کیپٹن کرگ والا واقعہ آخری تھا کیلہ؟"

اس نے شاہد کی طرف دیکھا۔
 "جی ہاں، موت کی نوعیت کے اعتبار سے آخری ہی
 کہا جائے گا۔"

"شکریہ!" فریدی نے فائل بند کر کے اس کی طرف بڑھا
 دیا اور پھر لولا: "اگر مرنے والوں کی لاش آپ مجھ سے سکیں
 تو مشکور رہوں گا۔"

"ضرور ضرور مگر یہ ناکہ آپ کے پاس دے لگی۔"
 "مجھے فی الحال لاش چاہیے اور کرگ کے متعلق مزید حقائق
 بہر ا قیام ریکسٹ کے اتحادی انیسویں مارچ میں کرگ سے
 میں ہے۔"

"میں حاضر ہوں گا۔" شاہد نے کہا۔
 "مگر آپ نے ریکسٹ میں کیوں قیام کیا؟" فاروقی نے کہا۔

"اس سلسلے میں آپ سے یہ حقیقت ہے۔"
 "دیکھیے۔" فریدی نے مسکرا کر کہا: "اگر میں تقریباً پچانوے
 آٹھ ہوتا تو ریکسٹ میں کبھی نہ ٹھہرتا۔ ظاہر ہے کہ آپ کے یہاں
 مجھے آرام ملتا تھا آپ جانتے ہی ہیں کہ میں کام کے اوقات میں
 ہمیشہ آرام سے دوڑ رہا ہوں۔" شاہد نے کہا۔
 "تھریس کیس کے اختتام پر آپ کو لازمی طور پر میرے
 ساتھ چند دن تک قیام کرنا پڑے گا۔"
 "ہاں اس وقت مجھے تامل نہ ہو گا۔" فریدی نے کہا۔

پھر شاہد کی طرف دیکھ کر لولا۔
 "اچھی بات! اس کیس کے سلسلے میں آپ ہی تفتیش کرتے
 رہے ہیں۔"
 "جی ہاں!"

"تو میں یہ سمجھ گیا کہ میں صرف آپ کا ہاتھ ہی ہٹاؤں گا۔"
 "کیس کا طور پر میں نے لینے سے انکار کر دیا ہے۔"
 "دیکھو،" فاروقی نے حیرت سے کہا۔
 "یہ میرے اصول کے خلاف ہے۔ میں ہمیشہ ہی کوشش
 کرتا ہوں کہ کوئی کام ہاتھ نہ ملے۔"

"مگر میں تو..." فاروقی نے تشویش آمیز لہجے میں، کچھ
 کہا تھا۔
 "نہیں جناب!" فریدی مسکرا کر لولا: "میرے پاس تحریر
 موجود ہے۔ میں صرف اسی خرابہ دہ کیس لیتا ہوں جو دوسری
 جگہوں سے منتقل ہوتے ہیں۔ ہاں ان کیسوں کے فائل میں خود
 رکھتا ہوں جو براہ راست میرے پاس آتے ہیں۔"

"یعنی آپ ان کو کل کا دل نہیں دیتا جانتے ہیں کہ اس
 سے کیس کی منتقلی ہوتی ہے۔" شاہد نے ہنس کر کہا۔

"میری نگاہیں..."
 "کچھ دیر تک اس کیس کے متعلق گفتگو ہوتی رہی پھر فریدی
 نے اسے اپنے لیے کر کے لے لیا اور شاہد نے اسے اپنے ہاتھوں کا
 کھانا ریکسٹ میں میرے ساتھ کھانے کا۔"

"شکریہ۔"
 "اب اجازت دیجئے۔" فریدی نے فاروقی سے کہا۔
 "اپنی پر عید اچھی طرح سمجھنے کا وقت ہے۔ میں وہ وقت
 اچھے موقع میں تھا فریدی کو چھٹا نا چاہتا تھا۔ فریدی نے خود ہی
 اس کیس کا تذکرہ پھر فریدی اس کے متعلق کچھ دیر پہلے بغیر آباد
 بلاتے کے دوا میں سے تھکوا ہوتی تھی۔
 "شاہد تم اس کیس کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔" فریدی
 نے کہا۔

"میرے جلنے نہ جاننے سے کیا فرق پڑتا ہے؟"
 "تم اخبارات میں صرف تقریری پر دھڑکوں کے اشتہار دیکھنے
 کے عادی ہو۔"

"اس حالت کی بنا پر معلومات میں پیش ہوا ملازم ہوتا
 ہے اور پھر اس کا معاملہ میں ضرورت سے زیادہ حقیقت پسند
 واقع ہوا ہوں۔" اخبارات قبول کے لیے میں نکالے جاتے کچھ
 خبروں کی حقیقت زیادہ سے زیادہ دھڑکے یاد دلاتی تھیں ہوتی ہے
 اور اشتہارات خدا کی پتا میں روپے کی کاٹنگ ہوتی ہے
 بعض حالات میں اس سے بھی زیادہ۔ لہذا میں وہی کیس لیتا ہوں
 جس کے لیے اخبارات کا اجرا عمل میں آتا ہے۔"

"تم نے نگار تھریس کے سفر کے کی موت کے متعلق پڑھا تھا
 یا نہیں؟"
 "میں خیال ہے کہ مغزوں کو موت بھی نہیں آتی۔"

"تھریس خیال غلط ہے۔" فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔
 "آدمی اسی وقت مر جاتا ہے جب اس کے قدم خود فریبی کی
 طرف اٹھتے ہیں۔" فریدی نے خود فریبی نہیں تو اور کیا ہے؟"
 "یہ ایک طویل بحث ہے جس سے میں بچتا ہوں چاہوں گا۔
 "حمید نے کہا: "فی الحال اب مجھے اس سفر کی موت کے
 متعلق بتائیے۔"
 "وہ اسٹیج کا سفر تھا۔ ہر شوش اس کا ایک شوشی ہنگام
 ہوتا تھا۔ اس پر دو گرام میں وہ زیادہ تر اپنی راتل کو مزاح سنا

موضوع بنانا تھا۔ کبھی اُسے سازش کی طرح استعمال کرنا اور کبھی شہنائی کی طرح حادثے والی رات کو وہ داخل کا دروازہ پر ہونے والی دہشت سے اس طرح اچھل کود رہتا جیسے کچھ نہ کچھ شہنائی اس داخلہ سے نکل رہی ہو۔ اچانک اسی حالت میں اس کی انگلی رنج پر پڑتی اور بے جان ہو کر اس پر گر گئی۔ داخلہ کی نال سے نکلنے والی گولی اس کے حلق کے چپتر سے لڑائی ہوئی گدی سے دوسری طرف نکل گئی تھی۔ یہ تو اخبار کی خبر تھی لیکن یہ آج معلوم ہوا کہ مرنے والا کوئی پیشہ ور مسزہ نہیں بلکہ ہمارے محلے کا ایک افسر تھا۔

”کیس حقیقتاً دیکھ کر ہے۔“ عدالت نے پوچھا۔

”کہا۔“ مسزہ مرنے والوں کی فہرست پر غور کیا۔ آپ نے خصوصیت سے کپٹن کرگبھی کے متعلق کیوں معلومات حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے؟“

”دیکھنا ان میں کرگبھی جی ایس ہے جس میں پولیس نے ہمیشہ دلچسپی لی ہے۔ وہ ایک انتہائی چالاک قسم کا قانون شکن تھا۔ اس پر اکثر غیر قانونی حرکات کے سلسلے میں مقدمے چلتے رہتے تھے لیکن اسے کسی کی عدالت سے سزا نہ ہوئی کیونکہ وہ ایک ماہر قانون دان تھا۔ وہ اس کی ذہانت اور منطقی مشورہ گاہی عدالت کو غلط راستے پر ڈال دیتی تھی اور شیپ سے سنگین الزام سے بری ہو جاتا تھا۔“

”اور وہ جی ہاں آخر موت کے گھاٹ اتر گیا؟“

”یہ بھی غور طلب ہے کہ کرگبھی کے بعد پھر کوئی ایسی موت نہیں ہوئی جس کا تعلق نگار سے رہا ہو۔“ جس جید صاحب! شروعات کے لیے کرگبھی سے بہتر اور کوئی نہیں ملے گا۔

♦

رات بہت آہستہ بہت نہر حال ہوئی جا رہی تھی۔ ویسے رات کے نہر حال ہو جانے کا ذکر وہ شاعری ہی میں معلوم ہوتا ہے مگر یہاں راتیں نہر حال ہی معلوم ہوتی ہیں وہاں شاعری کا قصور بھی نہیں ہوتا جیسے جیسے رات گزرتی ہے ہنگامے سرد ہوتے جاتے ہیں۔ پینے والے بلا نوشی کی زبان محدود ہوتے ہیں یہاں ذہن کم جاتا ہے۔ دلدادہ کسی ویرانگی کی پس رات آواز زمستان کے ہرگز سے کی طرح، نہ اپنے پرہ تو لیتی ہے اور نہ چینی ہے بلکہ نہر حال ہو جاتی ہے مگر پھر کے قمار خانے کے باہر تو چاندنی میں لپٹی ہوئی رات کی چھل چھوڑی کی شرارت انگیز انگریزی معلوم ہو رہی تھی اور قمار خانے کے اندر

لوسی کرگبھی محسوس کر رہی تھی جسے رات کا دم اکھڑا رہا ہو۔ دھماکا بہت باری تھی۔ تقریباً ساڑھے تین بجے اس کے لیوڈ ہال میں تھی۔ اس کا مقابل تو یہی چاہتا تھا کہ خود کو کسی دواؤں پکڑا کر لیکن لوسی کرگبھی کو وہ دیکھنے لگی تو تھی نہیں۔ اس کے باپ کیپٹن سام کرگبھی نے اندازہ دولت چھوڑی تھی اور وہ اس دولت کی بلا شرکت غیر سے مالک تھی۔

وہ غور کیا جو اکیلی تھی اور شاید وہ لاری ہی وہ جیت میں رہتی تھی مگر پھر وہ دلچسپی میں صرف بارہ آنے کی جیت بھی اُسے قارون کا سزاوار معلوم ہوتی تھی۔ خود وہ بارہ آنے اُس وقت شب ہی میں کیوں نہ نکل جاتے ہوں۔ اُسے بڑی سے بڑی رقم گوانے کا بھی علم نہیں ہوتا تھا۔ آج وہ ساڑھے تین بجے رات گئی تھی لیکن اس وقت کھڑکی کے قریب کھڑی ہو کر وہ اپنی اس بلکہ کے متعلق نہیں سوچ رہی تھی بلکہ باہر پہنچتی ہوئی نیم بیداری چاندنی اُسے ماضی کے خواب بارہ لاری تھی کو اکثر یہاں ہی قمار خانے میں نہر حال ہوئی رات چاندنی میں کیوں مبتلا معلوم ہونے لگی تھی۔

اچانک اس نے محسوس کیا کہ کوئی اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا ہے۔ وہ مڑی۔ اس کا اندازہ غلط نہیں تھا۔ وہ ایک خوش رو جوان تھا اور اسی طرح یورپ میں ہی معلوم ہوتا تھا لیکن بیری کے قمار خانے میں شاید اس سے پہلے بڑھاپا تھا۔ گویا ایسے پھر سے ایک بار دیکھنے کے بعد مبالغہ نہیں جاسکتا۔ لوسی کی آنکھوں میں مستقبل کے ساتھ ہی ساتھ گھاسا اچھلچھلکی تھا۔

”اوہ! کیا تم یہاں سے ہٹ جاؤ؟“ نوجوان نے بہت سے کہا۔

”نہیں لیکن میرا خیال ہے کہ آپ میرے لیے اجنبی ہیں؟“ لوسی نے کہا۔

”جی ہاں آپ کا خیال درست لیکن آج آپ بہت لڑی ہیں۔“

”اوہ! لوسی نے بے پروائی سے شافٹ کو جنبش دی۔

”میرے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔“

”لوسی آپ جیسا اتنی بڑی ڈریس میں مل رہی ہیں؟“

”ہاں! کچھ دیر یہ فکری سے گزارنے کے لیے یہ بہت زیادہ تھوکتی ہے۔“

”لیکن میں نے محسوس کیا ہے کہ یہاں شاید کچھ ہوتی ہے۔“

”کیونکہ اُسے سب قمار خانے ہی کے آدمی جانتے ہیں۔“

”یہ بھی کوئی نئی بات نہیں ہے۔“ لوسی مسکرائی لیکن آپ شاید یہاں پہلے نہ گئے ہیں۔“

”جی ہاں! میں آج ہی یہاں آیا تھا لیکن رنگدیکھ کر کیلئے کارادہ ترک کرنا پڑا۔“

”اوہ تو آپ ضرور تکیلئے والوں میں معلوم ہوتے ہیں؟“

”یہ بھی سمجھ لیجئے۔“ نوجوان مسکرایا۔

”تو آپ کچھ کے لیے نہ دیکھنا ہی مفید ہے۔ یہاں لوگ ہمیشہ ہارنے ہی کے لیے آتے ہیں۔ کبھی کبھی جیت میں بھی ہوتے ہیں لیکن یہ جیت بہت بڑی نہیں ہوتی۔ یہاں میں چار ہزار لے کر بیٹھی تھی اور ساری رات کھیلنے رہنے کے بعد دو روپے بارہ آنے کی جیت میں رہی تھی۔“

”دو روپے بارہ آنے؟“ نوجوان ہنس پڑا پھر بھید گئی سے لڑا۔ ”مگر اس کے باوجود بھی یہاں کافی غیر نظر آتی ہے۔“

”لوگ! اپنا پچھلا حساب برابر کرنا چاہتے ہیں تو لوسی مسکرائی۔“

”کل میں نے سوچا تھا کہ میں آج دو روپے بارہ آنے کی بجائے ہزاروں کی جیت میں رہوں لیکن میں کل بھی ہار لی اور آج بھی۔“

”کل میں بھی کھیل گیا۔“ نوجوان نے کہا۔

”کیوں کل کیوں؟“

”میں نے دیکھ لیا ہے کہ یہاں کس قسم کے تاش استعمال ہوتے ہیں؟“

”لوسی نے متحیر لگایا۔“ نوجوان خاموشی سے اُسے کھتا رہا۔

”آپ ویسے تاش اپنے ساتھ لائیں گے جیسے یہاں استعمال ہوتے ہیں۔“ لوسی نے پوچھا۔

”یقیناً یہ ایمانوں کے ساتھ ہے ایمانی کرنی ہی پڑتی ہے۔“

”لیکن لوسی پھر ہنس پڑی۔“ کوئی نہیں چاہتا تو کل یہاں کس برائے کے تاش استعمال ہوں گے۔ روزانہ نئی قسم کے تاش استعمال ہوتے ہیں۔“

”نوجوان کے چہرے پر بے بسی نظر آنے لگی مگر پھر لاشائے کے آثار دکھائی دیے اور اس نے جبکہ کہہ کر کوئی پروا نہیں لی کہ ضرور کھیل گیا۔“

”آپ شاید اس شہر ہی میں اجنبی ہیں درجہ سب کو معلوم ہے کہ میری کے قمار خانے میں چالاکوں کا کیا حشر ہوتا ہے۔“

”میری کا قمار خانہ؟“ نوجوان نے برا سائنہ بنایا پس دیکھ کر گاہری کے قمار خانے کو۔“

”بھری ہو گا کہ پہلے میری کو دیکھ لیجئے۔“ لوسی کے ہونٹوں پر طنز بے سکہاٹ تھی۔

”آپ مجھے تاؤ دلا رہی ہیں؟“ نوجوان نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ اگر آپ مجھے تو میں اسی وقت آپ کے بارے ہونے ساڑھے تین ہزار سیر سے وصول کر لوں۔“

”کس طرح وصول کریں گے آپ؟“

”بس آپ کہہ دیجئے میں وصول کر لوں گا۔“

”وصول کریں گے۔“ لوسی کے ہونٹوں پر پھر وہی پہلے کی می طنز بے سکہاٹ دکھائی دی۔

”اچھا بھریہ بھگرا آپ۔“ میں جا رہا ہوں۔ آپ سب لے کہاں میں گئی؟“

”آپ بخیر ہیں؟“

”میں غلطی بخیر ہوں۔ ایک گھنٹے کے اندر ان لوگوں سے ساڑھے تین ہزار وصول کر لوں گا۔“

”اگر اُس کے تو پھر آپ کا پتا تو معلوم ہی ہو جائے گا۔“

”کیا مطلب؟“

”کل میں آپ کو قبرستان میں تلاش کروں گی۔“

”بس ختم کیجئے۔“ نوجوان ہاتھ اکھڑا کر لولا۔ اگر آپ یہاں سے جانا چاہتی ہیں تو یہاں چائیں کیونکہ ابھی یہاں ایک زبردست ہنگامہ ہو گا لیکن میں آپ کو روکے کس پتا پر پہنچاؤں گا؟“

”میرا وقت نہ برباد کیجئے۔ آپ میرا نام پوچھنا چاہتے ہیں اور اپنا نام بتانا چاہتے ہیں۔ میرا نام لوسی کرگبھی ہے اور آپ کا؟“

”میرے اور آپ کے ناموں میں کات اور گات کا فرق ہے۔“ نوجوان مسکرایا۔

”آپ کرگبھی ہیں اور کرگبھی؟“

”شکل ہی سے ظاہر ہے۔“ لوسی نے بخیرگی سے کہا۔

”اب اپنا پتا بھی بتا دیجئے۔“

”کیوں؟“

”ساڑھے تین ہزار کہاں پہنچاؤں گا؟“

”میں گھر پر کسی سے بھی نہیں بتاتی۔“ لوسی نے کہا۔ لہذا میرے ملازمین ملاقاتوں سے اچھی طرح پیش نہیں آتے۔“

”فکر نہ کیجئے۔“ انھیں بالکل زحمت نہیں دی جائے گی۔“

”کیا مطلب؟“

”یہ روپے بڑے بڑے ڈاک بھجوا دیے جائیں گے۔“

”اتنا ہی پتا کافی ہو گا۔“ ڈائراکٹ کپٹن سام کرگبھی لگاؤ۔

”اچھا شکریہ!“ نوجوان نے کہا اور اس کے پاس سے ہٹ گیا۔ لوسی اُسے دروازے سے باہر جاتے دیکھتی رہی وہ جو کوئی بھی تھا غاصی پرکشش پرسانائی کا مالک تھا۔ لوسی نے سوچا اور پھر کھڑکی کے باہر دیکھنے لگی۔ قمار خانے کے ہنگامے سرد ہو چکے تھے مگر کھینچنے والے صاحب بھی میزوں پر موجود تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ قیامت تک نہ اٹھتے بلکہ کرسی کے بیٹھے ہوں۔

لوسی ایک خالی میز پر جا بیٹھی اور دیر کو ٹاکرا ایک پیگ دہر کی طلب کی۔ دھماکی پھر نہیں مانتا چاہتی تھی۔ دیکھتے ہی وہ گھر سے دُور جاگتی تھی کیونکہ وہاں اسے ایذا ناک لوگوں سے سابقہ پڑتا تھا۔ وہ سب اچھے آدمی تھے لیکن لوسی کو اچھا آدمی ذرا بھی اچھے نہیں سمجھتے تھے کیونکہ اس کی ساری خامیاں اور کمزوریاں انہیں انکس تھیں۔ اُسے خود بھی خود ہمیشہ جس تھی کو اس کا گھر کے اچھے طبقے سے کوئی تعلق ہو۔

دیر نہ کرنے اس کے سامنے رکھ دی۔ لوسی نے گلاس اٹھا کر سانس لیتی سے سوٹا لیا لیکن گلاس ہونٹوں تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ ایک بیک شورا اٹھا۔ زمین شورا اٹھا کہ لوگ بھی کر سیرل سے اٹھ گئے سانسے پیری کھڑا دھڑ دھڑا لوسی نے اس کے چہرے پر لڑکی چھپی ہوئی جڑیوں کی اور اس کا سر بائیں شانے پر جھکا ہوا تھا۔

”دیکھو!“ وہ گھبراہٹ سے کہتا تھا۔ یہ کون سا کڑا کچھ تھا۔ نکل کر جانے نہ پائے۔ صبا۔ خاک۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنی ناک دبا لی اور رانگے جھک آیا۔ اس بیل لوسی نے بھی اس کی ناک پر اناڑ لگے سوچا تھا۔

اچھا غاصی ہنگامہ برپا ہو گیا۔ کئی میزوں الٹ گئیں اور پھر وہاں اندھیرا ہو گیا۔ لوسی جلدی سے اٹھی اور دیوار سے جا لگی۔ خدشہ تھا کہ کہیں کوئی اس پر نہ آکرے۔ شور مچا رہی رہا۔ کئی ایک چھٹیوں بھی سنائی دیں۔ تعجباً وہ منٹ تک اندھیرا رہا اور پھر سارے بلب روشن ہو گئے۔ تار خانا آتی دیر میں کیا رُخا زین کردہ گیا تھا اور پیری کے دو آدمی دھڑ دھڑتے پھر رہے تھے جو بہت ہی غاصی قسم کے واقعہ پر حرکت میں آئے تھے۔

لوسی نے باہر جانا چاہا لیکن معلوم ہوا کہ سارے دروازے بند کر دیے گئے ہیں۔ وہ پھر اپنی جگہ پر بیٹھی۔ اس جیسے جیسے

باہر نکلتا جاتے تھے لیکن اس وقت تک مشکل محتاج تک کو میری نہ چاہتا۔ میری سی پھر سے ہونے دندہ کے طرح ہل میں ایک ایک کھڑکھوڑتا پھر رہا تھا۔ لوسی کے قریب سے بھی دو گزر گیا۔ کچھ دیر بعد لوسی نے اُسے اپنے کسی آدمی سے کہنے سنا۔ یہاں کوئی بھی اجنبی نہیں ہے۔

لیکن دو ایک اجنبی بھی مروج آئے تھے۔ کسی نے کہا۔ ”دور دراز سے کب نکلیں گے؟“ کسی گونے سے آواز آئی۔ ”مظہر!“ میری پھر پھر گیا۔ ایک اچھے فن و نوش کا دروازہ آوی تھا۔ مگر چائیں اور پکاس کے درمیان دیر ہو گی۔ صورت ہی سے خطرناک آدمی معلوم ہوتا تھا۔ پشتانی پر زخموں کے کئی نشانات تھے۔ ایک بیک ہر چہ لوسی کی زیرِ قمار مڑا اور سیدھا جوں چلا گیا۔

”تم پھر یہاں دکھائی دو!“ اس نے غصیل لپیٹ کر کہا۔ ”کیا میں یہاں بیٹھ کر کھانے کی مٹی ڈھکی کھڑا ہوں۔“ ”نہیں میں جیس غلط لاہوں پر نہیں دیکھنا چاہتا۔“ سلم میرا حشر تھا۔

”اور وہ سب تمہارے دشمن تھے جن کے بیٹے یہاں آکر ہر رات ہزاروں گنواٹے ہیں۔“ ”کل سے تم یہاں داخل نہیں ہونے پڑی تھیں۔“ میری نے کہا اور اُسے بڑھ گیا۔

لوسی نے بہت بڑا سانس نہ بٹایا اور گلاس اٹھا کر دھکی کی چمکیاں لینے لگی۔ اب وہ اس نوجوان کے متعلق سوچ رہی تھی جس نے ساڑھے تین ہزار کی واپسی کا وعدہ کیا تھا۔

کچھ دیر بعد دروازے کھلا دیے گئے۔ لوسی باہر آئی اور اپنی کار میں بیٹھ کر گریگ دلا کی طرف روانہ ہو گئی۔

وہ کچھ ایسی زیادہ نشے میں تھیں کہ لوسی نے ڈرائیونگ کرتی لیکن نہ جانے کیوں اب وہ سوچنا چاہتی تھی۔ وہ پڑا سارا نوجوان بار بار اس کے ذہن کی طرح پھرتا اور کانوں میں اس کے الفاظ گونجنے لگتے۔ وہ سب بالکل گواہ تھی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اس طرح صرف جان بچانے کا کرنا چاہتا ہے مگر اب سوچ رہی تھی کہ وہ کس کس کا آدمی تھا کیا وہ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ کیا حقیقتاً اسے ساڑھے تین ہزار پندرہ ڈاک واپس مل جائیں گے۔ اُسے رد ہوں کی واپسی کی فکر نہیں تھی۔ وہ تو اب اس نوجوان ہی میں دپٹی لینے لگی تھی۔

گھر پہنچ کر لوسی نے گریگ کے قریب فوراً منہ کے سر کی اور خود پیدل عمارت کی طرف چلنے لگی۔ کپاؤ میں تھنا تھا۔ اُسے بری حیرت ہوئی کیونکہ وہاں کونے والے ایشیائی کتے فائوش تھے جیسے اس نے سوچا لیکن وہ کتے سو ہی گئے ہوں۔ وہ بالکل منزل پر آئی۔ یہیں اس کی خواب گاہ تھی مگر خواب گاہ میں روشنی دیکھ کر اسے پھر خشک جانا پڑا۔

”اوہ۔۔۔“ وہ ہستے سے بڑبڑاتی۔ ممکن ہے بستر صحت کرنے والی لائٹ بند کرنا چاہا ہو۔

مگر خواب گاہ میں قدم رکھتے ہی ایسا معلوم ہوا جیسے کسی نے اُسے ہزاروں فٹ کی بلندی سے نیچے پھینک دیا ہو پیری کے قمار خانے والا نوجوان اس کے کھڑکھوڑا رہا تھا۔

”تم یہاں کیسے پہنچے؟“ لوسی نے غصیل لپیٹ کر کہا۔ ”یہاں کے ذریعہ چھت پر چڑھ کر۔“ بڑی سادگی سے جواب دیا۔ ”تمہارے دونوں کتوں نے بہت پریشان کیا۔“ ”میرا انہیں گوشت کے ایسے ٹکڑے کھلانے پڑے جن پر بے ہوشی کی دوا لگائی تھی تھی۔“

”میں جیتی ہوں تم نے ایسا کرنے کی جرأت کیسے کی؟“ ”دیکھتے ہی جیسے پیری کی ناک پر انڈوں سے نشہ لگانے کی جرأت کی تھی۔“

”پھر۔۔۔ پھر کیا ہوا؟“ لوسی نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔ ”پھر تمہارا کوا بھی طرح طرح صاف کیا۔ اس وقت میری جیب میں ساڑھے تین ہزار سے زیادہ ہی ہوں گے۔“ ”تم نے اس طرح فدا کا خلا؟“ لوسی کے پیچھے ہی جڑی تھی۔ ”ہاں!“ اس نے جیسے نوٹوں کی گڈیاں نکال کر گول میز پر ڈالتے ہوئے کہا۔ ”فرق ہی کیا ہے البتہ اس میں خنسنے سے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے اور لینے والا بھی مرنے مارنے پر تیار ہو جاتا ہے۔“ ”مجھے دراصل یہی توا زیادہ پسند ہے کیونکہ میں اس جانب کی بازی لگاتی پڑتی ہے اور اگر مے کچھ نہیں جانتا۔“

”نہیں یہ روپے نہیں لوں گی۔“ انہیں واپس لے جاؤ۔ ”کیا!“ نوجوان نے غصیل لپیٹ کر کہا۔ ”پھر تم نے خواہ مخواہ میرا وقت کیوں برباد کر لیا تھا؟“

”میں مذاق بھی تھی۔“ ”تم بھی تمہیں جس کی ذمہ داری مجھ پر عائد نہیں ہوتی۔ اپنے ساڑھے تین ہزار گرن کمال لو۔ میں اب واپس جاتا

چاہتا ہوں۔“ ”تم اس طرح نہیں جاسکتے۔ میں نہیں پولیس کے حوالے کروں گی۔ خطرناک آدمی معلوم ہوتے ہو۔ کئی گھر تم نے اسی طرح یہاں داخل ہو کر مجھ پر بھی ہتھ مارتا تو کیا ہوگا؟“ ”کیا تم مجھے کوئی پیشہ دے دو؟ کوئی مہکتی ہو؟“ نوجوان نے غصیل لپیٹ کر کہا اور کھڑکی کی طرف پڑھا۔

”مظہر و اب تمہاری واپسی آدمی سے نہیں ہوگی۔“ ”مجھے کون روکے گا؟“ نوجوان پلٹ کر غصہ کیا۔

”تم غلط سمجھے۔ بیٹھ جاؤ۔ تم پچھلے درجہ لوسی کریگ کی خواب گاہ میں داخل ہونے چاہتے۔“

”صورت ہی سے ظہر ہو رہا ہے۔“ نوجوان نے اسے نیچے سے اوپر تک دیکھ کر طنز پر انداز میں کہا۔

”اے! تم میری نو تین تھیں کھڑے۔“ لوسی غصیل لپیٹ کر بولی۔

”کیوں؟ تم میں کون سے سرخاں کے پرگے ہوئے ہیں۔“ ”میری ہے ناکم کافی دولت مند ہو لیکن دولت کا جو شہر میرے ہاتھوں پر سکتا ہے تم کو بھی رہی ہو۔“

لوسی اُسے حذر سے کھنکھاتی رہی پھر بولی ”تم نے ابھی کہا تھا کہ تم پیشہ ور نہیں ہو پھر تمہارا ذریعہ معاش کیسے؟“

”جوتے گاٹھتا ہوں۔“ ”بیٹھ جاؤ تم غصے میں معلوم ہوتے ہو؟“ لوسی مسکرائی۔

لیکن دفعہ اس کا جہرہ تارک ہو گیا۔ نوجوان نے بھی تبدیلی محسوس کر لی اور اس کی نظریں لوسی کی نگاہوں کا تعاقب کرتی ہوئی اس شخص سے سرخ رنگ کے بلب پر جم گئیں جو منٹل پر اس کے ایک گوشے پر بار بار روشن ہو کر بجھ رہا تھا۔

وہ اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ ”کیوں؟“ نوجوان نے پوچھا۔ ”کیا یہ قسم کھاتا ہے؟“ ”بیٹھ جاؤ۔“ لوسی مضطربانہ انداز میں بولی۔

نوجوان بیٹھ گیا۔ وہ اب بھی بلب کو دیکھ جاتا تھا۔ ”میرا خیال ہے کہ تمہارے آدمی آرہے ہیں۔ اس نے لوسی کی طرف دیکھ کر غصیل کی آواز میں کہا۔ ”کیا اس بلب کا مسئلہ

زمنوں سے اس ہے؟“

87

نہیں تم غلط سمجھو۔ یہ بلب میرے لیے ہی ایک منہ ہے۔
 کیا تمہارے چہرے پر خوف کے آثار نہیں ہیں؟
 نہیں، انہیں کے آثار نہیں لگتے۔ لوسی نے کہا: ان خوف پر
 غیر میں نہیں پڑا۔
 یہ بلب تمہارے لیے ممبروں کو ہے کیا یہ تمہاری خواہ گاہ
 میں نہیں ہے؟
 "یقیناً ہے لیکن یہ بلب کے عجائبات...؟
 کیا تم نے یہ عجائبات جان لی ہیں؟
 نہیں، یہ عجائبات ڈیڑی نے جولی مٹی اور یہ خواب گاہ
 بھی دراصل انہی کی ہے۔ لیکن ان کی موت کے بعد سے یہ اسے
 استعمال کرنے لگی ہیں۔ بہت عرصے سے خواہش مٹی کر اس
 خواب گاہ کو اندر سے دیکھ سکیں۔
 کیا تم بہت زیادہ جانی ہو؟
 نہیں! میں نہیں جانتی ہوں۔ تمہیں یہ بات عجیب لگے
 گی لیکن اب سوچیں جوں کو وہ ڈیڑی کی جھلک نہیں مٹی بات
 دراصل یہ ہے کہ ڈیڑی کی خواب گاہ ہمیشہ متقلد لگتی تھی۔
 کسی نے بھی اسے اندر سے نہیں دیکھا تھا۔ وہ اپنے بستر کی
 چادریں اور تکیوں کے خلاف خود ہی بدلا کرتے تھے اور کمرے
 کی صفائی بھی خود ہی کر دیتے تھے۔ بہر حال ان کی موت کے
 بعد سب سے پہلے میں نے اسی پر حسیان دیا تھا لیکن میں نہیں
 جانتی کہ اس بلب کا کیا مقصد ہے اور اگر خود بخود کیوں پہننے
 پہننے لگتے ہیں۔
 اگر یہ کہانی درست ہے تو اسے حیرت انگیز ہی کہنا
 چاہیے۔ نوجوان مختار اندر میں جلدی جلدی پلکیں جھپکاتا ہوا ہوا۔
 "یقیناً کروڑوں جواب ملا۔
 "کرلیاں اور ان مسکرائی۔
 "میں نہیں آؤں میں نہیں کچھ اور بھی دکھاؤں گی۔ لوسی
 نے کہا اور اٹھ کر منہ منہ سے قریب پہنچ گئی۔ وہ بھی
 اگلے بڑھ گیا۔
 لوسی نے ٹھیک بلب کے نیچے مینڈل پیس کے نیچے مقصد
 کی طرف اشارہ کیا۔ یہاں ایک چھوٹا سا خانہ تھا جس پر پیشے کا
 دھکنا تھا اور نیکی کی روشنی اس کی سطح پر نظر آ رہی تھی۔ اس
 روشنی میں وہ مختار کے منہ سے صاف دکھائی دے رہے تھے جو
 نیچے سے اٹھ کر پیشے کی چوڑائی سے کرتے اور جا کر غائب ہوتے۔
 "تم اس کے مقصد سے واقف نہیں ہو؟ نوجوان نے کہا۔

اس کی آنکھوں سے شب بھانک رہا تھا۔
 "نہیں۔ لوسی نے طول سانس لے کر کہا پھر ہر سے
 بولی: "آؤ بیٹو۔ آؤ دیکھتے دیکھتے میرا دماغ یک گیا ہے۔ کچھ
 میں نہیں آتا کہ یہ آخر کیا لگا ہوا۔
 نوجوان پھر کرسی پر آٹھٹھا اور لوسی بستر پر بیٹھی ہوئی بولی۔
 "میرے گود میں ایک ہی بھینسی تھی جو جو دیکھا لیکن میں
 کسی کی جی بڑا نہیں کرتی۔ ڈیڑی کی موت پر اسرار حالت میں
 ہوئی تھی۔
 "ہوئی ہی چلی ہے؟ نوجوان نے بے پروائی سے کہا۔
 "کیوں؟" لوسی اسے گھورنے لگی۔
 "تم کہیں سام کر گئے ہو؟" لوسی نے پوچھا۔
 "ہاں!" اس کی آنکھوں میں اب بھی سوال تھا۔
 "مجھ جیسے آدمی سے کیوں سام کر گیا؟" لوسی نے پوچھا۔
 افراد کے کارڈ کے لیے پوشیدہ نہ سکتے ہیں؟
 "کیا تم مجھے ذلیل کرتا جاہتے ہو؟" لوسی نے نکال
 کر بولی۔
 "لوہیت کرو۔ میں جا رہا ہوں۔ اگر مجھے پہلے یہ معلوم ہوتا
 تو تم سام کر گئے کی مٹی ہو تو میں میری سے تمہاری رقم واپس
 دلوانے کا وعدہ کر دیتا۔ نہ کرتا۔" لوسی نے کہا۔
 "میں ایمان داری کا تجربہ نہیں ہے۔
 لوسی نے نیچے کے نیچے ڈال کر ایک چھوٹا سا بستر
 نکالا اور اس کا رخ نوجوان کی طرف کرتی ہوئی چلی۔ میں نہیں
 اپنی توہین کا مزہ بھی چکھا سکتی ہوں۔
 "سام کر گئے ہو؟" لوسی نے پوچھا۔
 "نہیں، لاؤ لاؤ۔
 "میں فائر کروں گی۔
 "ضرور کرو لیکن میری موت اتنی پر اسرار نہ ہوگی جتنی
 سام کر گئے کی تھی۔
 لوسی چند لمحے سے گھومتی رہی پھر اس نے پسپا ہونے لگی
 کے نیچے رکھ دیا۔
 "اس کا استقبال بہت مشکل ہے۔ نوجوان نے مسکرا
 کر کہا۔ جواب میں وہ جی مسکرائی پھر ایک طویل انحراف سے
 کر کے ٹھیک ٹھیک گئی۔ وہ عجیب نظروں سے نوجوان کی طرف
 دیکھ رہی تھی لیکن نوجوان پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔
 آخر وہ بھڑائی ہوئی آواز میں بولی بڑے جیالے ہونے

"پھر؟"
 "اگر کوئی تمہارا پیشہ نہیں ہے تو زندگی کیسے بسر
 ہوتی ہے؟"
 "ایک دم کارٹون لنگ ایکٹ ہوں۔"
 "کیا آمدنی ہو جاتی ہوگی؟"
 "میری سارے تین یا چار سو۔"
 "میں؟"
 "میں کا کیا مطلب؟" نوجوان نے غصیلے لہجے میں کہا۔
 "تم جیسے آدمی کی یہ قیمت بہت کم ہے۔"
 "صرف تم جیسی مالدار رنگینوں کی نظروں میں وہ چار سو
 میرے خدا ایک آدمی کے لیے بہت ہیں اور پھر میں بہت کم
 لڑتا ہوں۔ ان چار سو میں سے میں نے صرف سو روپے بچیلے
 کے لیے الگ کر لیا تھا ہوں اور یہ سو روپے بڑے ہی جی
 رہے ہیں۔
 "پچھلے کوئی سی ہو؟"
 "وہ بھی نہیں تو موت ملتا آتی ہے۔
 "مجھے حیرت ہے کہ تم کیسے ہو کر جیتے ہو؟"
 "مجھے حیرت نہ ہوئی چاہیے کہ میں کیوں جیتے کے ساتھ
 شراب صرف ہارنے ہی والے پیا کرتے ہیں۔
 "تب تو تم ایک با اصول جاری ہو؟"
 "تم مجھے کیوں روک رہی ہو اب میں جاؤں گا؟ دفعہ
 نوجوان غصیلے لہجے میں ملا۔
 "میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ اگر تمہیں کوئی ایسی ملازمت
 مل جائے جو تمہارے ملازمت سے زیادہ مشغول بخش ہو تو
 تم کیا کرو گے؟"
 "کسی کمزور میں جھلنا لگتا ہے تو میں ہار کر دوں گا۔
 "کمزور کمزور سات سو روپے ماہوار کی ملازمت؟
 "میرا مذاق نہ اڑاؤ۔
 "یقیناً کرو؟" لوسی مسکرائی۔ میں ابھی اور اسی وقت تمہیں
 سات سو روپے کی ماہوار ملازمت دلا سکتی ہوں؟"
 "مجھے متاثر ہے۔ نوجوان نے اس انداز میں کہا جیسے وہ
 اپنا مقصد اڑوانے پر تیار ہو گیا ہو۔
 "تمہیں سام کر گئے کی مٹی کا کارڈ بھی سکرری بننا پڑے گا؟
 "اگر ایمان داری کے پیسے میں تو میں کہنے کے لیے کارڈ بنوٹ
 سکرری بننا بھی منظور کروں گا۔

"تم پھر مجھ پر چڑھ کر رہو؟"
 "ہو سکتا ہے لیکن ابھی میں نے تمہاری ملازمت اختیار
 نہیں کی۔"
 "کیا مطلب؟"
 ملازمت اختیار کرنے کے بعد تو مجھے تمہارا ادب کرنا
 ہی پڑے گا۔
 "تم بہت کمزور جیتے ہو۔ یہ ابھی بات نہیں ہے۔"
 "ملازم ہو جانے کے بعد تم میرا مسلک بھی دیکھ لو گی۔
 چند لمحے خاموش رہی پھر لوسی نے سکرریٹ مسلک کو کہا
 "لیکن اسے کان کھول کر سن لو کہ تم مجھے حق تو کہنے لگی
 کوشش نہیں کرو گے۔"
 "ہرگز نہیں۔ عشق کرنا میری فطرتی روایات کے
 خلاف ہے۔ میرے والدین مرتے دم تک ایک دوسرے کو
 گالیاں دیتے رہے تھے۔ دادا صاحب کے متعلق بھی یہی سنتے
 میں آیا ہے کہ وہ جی عورت سے شادی کرتے تھے اسے دوسرے
 ہی دن قتل کر دیتے تھے۔"
 "پھر تمہارے باپ کہاں سے آئے تھے؟ لوسی نے
 ہنس کر کہا۔ سکرریٹ کا دھواں اس کے منہ میں تھا لہذا وہ اس
 بے ترتیبی سے ملنے لگا کہ اس کا کہنا آئے گی۔
 "پتا نہیں کہاں سے آئے تھے۔ میں نے اس کے متعلق
 کبھی غور نہیں کیا۔"
 "غیر وہ؟" لوسی نے سکرریٹ سے کہا۔ میں نے یہ بات
 مذاقاً نہیں کہی تھی۔ میں نے سوچا کہ میں نے تم کسی غلط فہمی
 میں مبتلا ہو جاؤ۔ مجھے دراصل ان دونوں تم جیسے آدمی کا ہر وقت
 "ہاں ہو سکتا ہے۔ نوجوان نے بے پروائی سے کہا۔
 "تم یہ بھی جانتے ہو کہ ڈیڑی کس قسم کا آدمی تھے۔ اب
 ان کی موت کے بعد بعض افراد مجھے مختلف قسم کی دھمکیاں دے
 رہے ہیں۔"
 "کیسی دھمکیاں؟"
 "ڈیڑی نے خواہ کسی طرح بھی دولت جمن کی ہو۔ میں تو
 اس کی ذمہ دار نہیں۔ وہ دولت وراثت میری طرف منتقل ہوئی
 ہے تو کیا میں اس سے دستبردار ہو جاؤں؟"
 "ہرگز نہیں۔"
 "اور کبھی یہ معلوم آدمی نے دھمکیاں دی تھیں کہ میں
 کو میں اس مکان کو چھپ چاہی خالی کر کے کسی دوسری عمارت

میں منتقل ہو جاؤں ورنہ مجھے وراثت میں ملی ہوئی دولت کے بیشتر حصے سے محروم ہو جانا پڑے گا۔

”واہ! کمال ہے۔“
”میں جانتی ہوں کہ میرا ساتھ دینے والے یہاں کبھی نہیں گئے۔“

”کیوں؟ دولت سے تم سب کچھ خرید سکتی ہو۔“
”لیکن اکثر خریدی ہوئی چیزوں پر اعتماد کرنے کو دل نہیں چاہتا۔“

”مگر میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں؟“
”بہت کچھ کر سکتے ہو۔ وہ تو ہی جو میری کے قمار خانے میں تہلوٹ مار کر سکتا ہو وہ کیا نہیں کر سکتے گا؟“

”غیر اگر تم مجھ سے کوئی کام ہی لینا چاہتی ہو تو میں تیار ہوں۔ کیا میں خود کو تمہارا ملازم سمجھوں؟“
”قطعی... لیکن یہ رقم اس نے میری پر ہی ہوتی توں

کی گذر ہوگی کی طرف اشارہ کیا۔
”سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اسلام!“

”جو جان لے گا وہ کدو سے جتنے ہونے لگا پھر سیدھا کھڑا ہو کر لولا نہ یہ رقم قطعی آپ کی ہے مطلب یہ کہ اس میں سے سارے تین ہزار بقیہ میری کو کسی کسی طرح واپس کر دیے جائیں گے

اگر وہاں بے ایمانی ہوتے نہ دیکھتا تو مجھ سے ایسی حرکت ہرگز نہ سرزد ہوتی۔“
”بس اسی بنا پر میں تمہیں پسند کرنے لگی ہوں مطلب

یہ کہ تم میرے ساتھ ایمانداری سے پیش آؤ گے۔“
”ہاں کسی حد تک۔“

”کیا مطلب؟“
”مطلب یہی ہے کہ اگر آپ مجھ سے کسی قسم کی بے ایمانی کرنا چاہیں گی تو میں بھی ایمانداری سے پیش نہ آؤں گا۔“

”نہیں، میں صرف اپنی حفاظت کرنسی قائل ہوں۔“
”بس پھر میں ہر خدمت کے لیے حاضر ہوں۔“

”تم رہتے کہاں ہو؟“
”ہوٹل آرمین میں۔“
”نام ابھی تک نہیں بتایا، لوسی مسکرائی۔“

”نول کریک۔“
”کیوں اس ہے۔“
”لفظ کریک پر شاید آپ کو اعتراض ہے لیکن یہ حقیقت

ہے کہ یہ میرا خاندانی نام ہے۔ میرے باپ کا نام ڈبل کریک تھا اور دادا کا بالکل کریک۔“

”بالکل...؟“
”ہاں وہ دوسری تھے اس لیے نام بھی دوسری تھا۔“
”تم مجھے ہو۔ میں یقین نہیں کر سکتی۔ غیر میں نہیں

کریک ہی کہوں گی کہ تم یہاں میرے ساتھ قیام نہیں کرو گے وہی آرمین میں رہو۔ وہاں کے سارے اخراجات میرے ذمہ، تنخواہ کو کافی طلب ہیں۔“

”مجھے حرج ہے۔“
”کس بات پر؟“
”آخر مجھے کون سا ملازم نامزد کرنا پڑے گا۔“

”اس شخص کا نشانہ لے کر جو مجھ سے یہ عمارت خرید کرانا چاہتا ہے کیوں خالی کرنا چاہتا ہے۔“
”یہ بھی معلوم کرنا ہو گا اور یہ بلب... اور ہند سے جو مجھے

مستقل طور پر لین میں ڈالے ہوئے ہیں۔“
”کیا بلب خود بخود روشن ہو سکتا ہے۔“
”ہاں... قطعی... اور جیسے ہی یہ بلب روشن ہو سکتا ہے

ہند سے بھی متحرک نظر آتے ہیں۔“
”آپ نے اس مسئلے میں کوئی نوٹ نہیں دیا؟“
”نہیں! میں یہ نہیں کرنا چاہتی۔“

”یہاں کی ساری دائرہ گاہ اندر گراؤند معلوم ہوتی ہے۔“
”تو جاننے چاہوں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔“
”ہاں... مگر کریک۔“

”لوسی نے طویل سانس لی، فریدی کوئی قسم کے خطے۔ اس پوری عمارت میں گیس بھی نہیں بجلی کے تار اور پڑھیں گے۔ سب دواؤں کے اندر ہیں لہذا

میں نے سوچا کہ اگر اس مسئلے میں کوئی نوٹ دے دوں تو اس بلب کا مسئلہ معلوم کرنے کے لیے ساری عمارت کھدوانی پڑے گی۔“

”خفک ہے۔“
”نوجوان سر ہلکا لولا، خیر... ہاں یہ تو بتائیے کہ وہ غما آدمی آپ کو دھمکیاں دینے کے لیے کون سا ذریعہ اختیار کرتا ہے؟“

”فون!“
”مگر یہ مذاق بھی ہو سکتا ہے خیر! میں دیکھوں گا۔ اچھا اب اجازت دیجئے۔“

90

کرنل فریدی سلا کر لیش ٹرسے میں مل کر میز پر بیٹھے ہوئے کاغذات دیکھنے لگا۔ ان پیکر شاہد بھی کمرے میں موجود تھا۔ لیکن اس کاغذات پر وہ اتنا جیسے وہ بہت دیر سے غور کر رہا تھا۔

”مگر شاہد فریدی نے کاغذات ایک طرف دھک کر انہیں پیروٹ سے دبا دیے تھے کہ پھر شاہد کی طرف دیکھ کر بولا۔“
”ان کاغذات سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ وہ ان پیکر شخص

ان پر اسرار اہولت کے سلسلے میں نگار تیر کی طرف متوجہ تھا۔“
”لیکن اس نے مجھے کوئی روایت ہی نہیں دیا۔“
”پھر ان کاغذات میں اس کا ذکر کیوں نہیں ہے۔ یہ

اسی کے بقول کہ مرتب کیے ہوئے ہیں۔“
”جی ہاں... جی تو... اور یہ اس کی موت کے بعد اس کے سوٹ کیس سے پھیلے ہوئے تھے۔“

”ان اہولت کے متعلق کس نے چارن میں کی تھی؟“
”میں نے۔“
”شاہد نے جواب دیا۔“

”یعنی سب سے پہلے آپ ہی کی تو جاس طرف مبدل ہوئی تھی؟“
”جی ہاں!“

”لیکن آپ صرف فائل پر تک محدود رہے نہ پورے کرا۔“
”میں نہیں سمجھا۔“
”مطلب یہ کہ تفتیش اس ان پیکر نے شروع کی تھی جو

پراسرار طور پر نگار میں کام آ گیا۔“
”جی ہاں! تفتیش اسی کے سرور کی تھی۔“
”آپ نے اپنی تفتیش مکمل کر کے مرنے والوں کی لسٹ

مکمل پیش کی تھی؟“
”گیارہ گشت کو۔“
”اور اس کے بعد ہی اس ان پیکر نے تفتیش شروع کی تھی؟“

”جی ہاں! اظہار ہے۔“
”مگر مگر شاہد... ان کاغذات پر مگر ٹھہرے کیا آپ انہیں دیکھ چکے ہیں؟“

”جی نہیں۔ یہ تو آپ کو براہ راست سپرنٹنڈنٹ صاحب سے پتہ ہے۔“
”اوہ! شاید اسی لیے مجھے یہاں طلب کیا گیا ہے۔“

”میں نہیں سمجھا جناب!“
”دیکھ کاغذات روزنامے کی شکل میں ہیں اور ان پر گیارہ گشت سے پہلے کی تاریخیں ہیں۔“

91

”نہیں! شاید کے بعد میں حیرت میں۔“
”جی ہاں! بہت پہلے کی تاریخیں ہیں پہلی موت سے پہلے کی تاریخیں۔“

”میرے خدا... شاید ہی ان کیس میں حیرت میں آ سکیں۔“
”جی ہاں! گیارہ گشت تو آخری موت سے بہت بعد کی تاریخ ہے۔“

”لیکن اس سلسلے میں کیا عرض کر سکتا ہوں؟“
”اس کا مطلب یہی ہو گا کہ وہ ان پیکر پہلے ہی سے نگار تعمیر میں دوسری لہر تھا لیکن اس نے مجھے کو اس کی اطلاع نہیں دی تھی چارن اہولت کی تفتیش بالخصوص

پراسرار کے سرور کی تھی۔“
”لیکن اس نے مجھے کو مطلع کیے بغیر تفتیش کیوں شروع کر دی تھی؟“

”اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ فریدی مسکرایا۔ خود میدان سے بھی بعض اوقات یہی کیا ہے۔“
”مگر اگر اس وقت تو اسے مجھے کو مطلع کی کیا پائیے تھا جب کہ اس کا مادہ طور پر اس کے سرور کیا گیا تھا۔“

”ہاں... آں... غیر میں دیکھ گیا گا اچھا۔ وہ کیڈش کریک کا معاملہ ہی کیا۔“

”وہ کئی طویل اور نشوونما کنیوں کا حصہ دار تھا۔“
”نگہریوں کی خادم والے مقدمے کے بعد اس نے خود اپنی ذمہ داری پر کوئی برٹش نہیں کیا تھا۔ اب اس کی وارث

ایک لڑکی ہے۔ لوسی کریک وہ بڑی بے دردی سے کریک کی دولت صرف کر رہی ہے اور اسے کبھی بچے آدمیوں کے ساتھ نہیں دیکھا گیا۔“

”یہ ساری معلومات میرے لیے بے کار ہیں۔“
”پھر آپ کیا چاہتے ہیں؟“

”بڑی عجیب بات ہے۔ فریدی اس طرح سر ہلکا کر مسکرایا جیسے خود سے مخاطب ہو لیکن پھر اس نے شاہد کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا: میں نے کہا تھا کہ میں آپ کے مددگار کی حیثیت سے کام کروں گا لیکن اُنٹے آپ ہی کو تکلیف دے رہا ہوں۔“

”ارے... نہیں جناب! میں تو آپ کا خادم ہوں۔ جو سکتا ہے کہ آپ ہی کے چلنے کے ٹھکانوں۔“

”ذرا غصہ ہے۔ فریدی اس طرح کوچہ سوچتا ہوا بولا۔“

91

”مجھ کو یہ سب کچھ وہ مجھے ہلکے ہلکے ہتھوں سے ہار نہیں پایا۔“
 فریدی مسکرایا۔
 میرے خدا۔ عہد نکلیں چار گولہ یعنی ایک کا
 آخری فیصلہ ہے کہ وہ ہمیشہ ہمارے ہی ساتھ رہے گی۔
 ہم لڑیں اس وقت تک تو یقینی طور پر دیکھی جب
 ہم کہ اس کے لیے کوئی چارٹر نہیں مل جائے۔
 ”تب تو کوئی بات نہیں ہے۔“ عہد بخدائی سانس سے
 کہ لولا میں ایک ملوکی جتنی سے کہ اس کے لیے کوئی اچھا سا
 خبر تلاش کروں گا۔
 اپنا ایک ویٹر بولکھایا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔
 ”صاحب! وہ بری طرح ڈانٹتا ہوا لولا انہیں کسی نے
 قتل کر دیا تھا۔ آپ کے پاس آئے تھے۔“
 ”کیا... کون؟“
 ”وہ جو ابھی یہاں سے گئے تھے۔“
 ”شاہد! فریدی کی آواز میں تحریر تھا۔“
 عہد نے گھر کی طرف دیکھا۔ بارہ بج چکے تھے لیکن
 فریدی ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔ وہ اسی وقت سے غائب
 تھا جب شاہد کی لاش رینجٹ کے ایک پیشاب خانے سے
 اٹھائی گئی تھی۔ عہد نے اسی لاش کو دیکھا تھا اور اسے یقین نہیں آیا
 تھا کہ وہی شاہد ہے جو کچھ دیر پہلے ان کے پاس سے اٹھ
 کر گیا تھا۔
 ”کسی نے اس پر خبر سے مل کر کیا تھا اور پتا چلتا
 تھا کہ کسی نے شاہد کی آخری جرح بھی نہیں کی تھی یا پھر قتل
 کو اطمینان تھا کہ کوئی دخل انداز نہ ہو سکے گا۔ دونوں ہی صورتیں
 حیرت انگیز تھیں۔“ عہد نے اتفاقاً دریافت ہوئی تھی مگر وہ
 پیشاب خانہ استعمال نہ کیا جاتا تو لاش وہیں پڑی ہوتی اور کسی
 کو علم بھی نہ ہوتا کہ رینجٹ جیسے جیسے پوسٹ ہوئی میں گولہ
 دہائے قتل کی واردات ہو سکتی ہے۔
 ڈیڑھ بجے عہد جھلا کر اٹھا اور باہر جانے کے لیے کپڑے
 پہنے لگا لیکن عہد کی کسی وقت فریدی کمرے میں داخل ہوا۔
 ”کیوں تم کہاں چلے؟“
 ”ایک رپورٹ درج کرنے جا رہا تھا۔“ عہد نے غصیلے لہجے
 میں کہا۔ ”ایک آنریری کی لڑائی آج رات کا کھانا نہیں لیا ہے۔ لہذا
 جہاں ہمیں ملے اسے رات کا کھانا ضرور کھانا دیا جائے کیونکہ
 ایک آنریری کیلپن وہ دیر سے جھوکا ہے۔“

”تم نے کیوں نہیں کھایا کھانا؟“
 کھانے کی بات نہیں ہے یہ کہ اس کو اس حقیقت کی طرف
 اشارہ تھی کہ میرا ماٹھا ڈاؤن ہو گیا ہے۔
 ”کیوں؟“
 ”میں کوئل فریدی کے اسٹنٹ کے بجائے کسی شریف
 آدمی کی پورہ معلوم ہوتا ہوں جو عزت و آبرو لیے گھر میں بیٹھی رہ
 جاتی ہے۔“
 ”یہ کھانا تو نہ کرو۔“ فریدی نے کوئل کو اتار دیا۔
 ”کہ تم اس وقت نہیں نہ جاسکو گے۔“
 ”کیوں؟ میں گھر میں بند ہو کر بیٹھنے نہیں آیا۔ آخر
 آپ مجھے یہیں ٹھہرانے کو کیوں کہہ گئے تھے؟“
 ”کیا تمہیں یہ کلام پسند آیا تھا؟“
 ”نہیں، تمہیں ملے نام کام بھی ہے اور شغل بھی؟“
 ”خود کی طرف سے تمہیں کوئی پیغام نہیں ملا۔“
 ”نہیں؟“ عہد نے ناخوشگوار لہجے میں کہا اور بیٹھ گیا۔
 فریدی نے کوئل کو ہینگر پر ڈالنے پر اسے ایک طویل سانس
 لیا اور گھر کی سے باہر دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے
 آثار صاف پڑے جا سکتے تھے۔ عہد اسے منور دیکھتا ہوا پھر
 لولا آپسے تو خود ہی فاروقی سے ملنے کا وعدہ کیا تھا جسے
 پیغام کیسا؟“
 ”نہیں یہ سن کر حیرت ہوگی کہ وہ فاروقی نہیں تھا جس سے
 دن پر گفتگو ہوئی تھی۔“
 ”نہیں؟“
 ”ہاں، فاروقی نے اس سے عالمی ظاہر کی ہے۔“
 ”مگر پھر اس نے معلوم آدمی کو اس کا علم کیسے ہوا کہ آپ کو
 کچھ کاغذات فاروقی سے ملے ہیں۔“
 ”شاہد کے قتل کے بعد یہ بات بھی صاف ہو جاتی ہے
 ظاہر ہے کہ اس کے قتل میں کس کا بھی ہاتھ ہے۔ شاہد
 ہی سے کاغذات کے بارے میں معلوم ہوا ہوگا اور شاہد کا قتل
 بھی اسی لیے لڑا گیا کہ اس نے اس پر شہرہ ظاہر کیا تھا۔ میرا
 خیال ہے کہ فون دراصل اس لیے لیا گیا تھا کہ ان کاغذات کے
 متعلق فیری رائے معلوم کی جا سکے لیکن میں شاہد پر شہرہ ظاہر کر
 چکا۔ لہذا ظاہر ہے۔“
 ”تو یہ شاہد فیری رائے سے ملا ہوا تھا؟“
 ”یقینی طور پر، درہر قتل کیوں کیا جاتا تھا۔ تیرا ہر حال اب

اسے ثابت کرنے کے لیے ذہنی جھناک نہیں کرنی پڑے گی
 کہ شاہد کس قسم کا افراد کوٹنے کا راہ رکھتا تھا۔“
 ”درہر ہے۔ یہ جی، مگر سب کا شاہد کو کسی غیر متعلق
 آدمی نے قتل کیا ہو۔ فون پر گفتگو کرنے والے کو مرنے کاغذات کے
 متعلق آپ کا نظریہ معلوم کرنے کی فکر رہی ہو۔“
 ”تو درہر خیال درست بھی ہو سکتا ہے لیکن یہاں تو فون
 اس سے بحث ہے کہ ان اموات کے بارے میں شاہد کی رپورٹ
 صحیح تھی یا غلط۔ اگر صحیح تھی تو شہرہ کوئی بات نہیں لیکن اگر غلط
 تھی تو اس کا مقصد کیا تھا؟“
 ”لیکن یہ کہاں سے ثابت ہو گیا کہ رپورٹ غلط ہی تھی؟“
 ”قتل کے بعد کی تفتیش کا ماحصل یہی ہے۔ میں نے ان
 گواہوں سے پوچھ چکے ہیں جن کا ذکر شاہد کی رپورٹ میں تھا۔“
 ”کیسے گواہ؟“
 ”وہ گواہ جن کے بیان کے مطابق مرنے والوں کا تعلق
 لگا تھا۔ شہرہ سے ثابت ہوتا ہے۔ میں نے ان گواہوں پر پرتا ہر
 کر دیا تھا کہ شاہد قتل کر دیا گیا ہے کیونکہ وہ ان اموات کے سلسلے
 میں تفتیش کر رہا تھا۔ یقین کرو کہ ان گواہوں نے جیسے ہی کہا
 تھا کہ ملوچاں تھی۔“
 ”کیا مطلب؟“
 ”وہ بتاتے ہوئے گواہ تھے۔ انہیں مجبور کیا گیا تھا کہ وہ
 فرضی شہادت پر قائم رہیں کہ لولا فون کو قتل وقت لگا تھا۔ شہرہ
 سے نکلے دیکھا گیا تھا۔“
 ”مگر اس میں جوڑی فہرست میں ایک نام ایسا بھی ہے جو لگا
 تھیں۔“
 ”کون؟“
 ”کلیپن سام گریگ۔“ لگا سے والی یہ وہ سیدھا موٹ
 ٹائٹ کلب گیا تھا۔ وہاں اس نے ایک ویٹر کو شراب کا آرڈر
 دیا اور جب ویٹر شراب لایا تو اس نے دیکھا کہ کلیپن سام گریگ صر
 چکا ہے۔ ہاں یہ بات بھی غور طلب ہے کہ مرنے والوں کی لسٹ
 میں سے مرن سام گریگ کی کاپیٹ مار ہو سکتا تھا۔ کیونکہ شاہد
 کی تفتیش کی گارڈی اسی کی موت کے بعد سے چلی تھی۔“
 ”تو پھر جس نے فون کیا تھا؟“
 ”میں نے احوال اس معاملے سے الگ ہی رکھ رکھے۔ فریدی نے
 کہاں میں صرف یہ دیکھا تھا کہ شاہد کی لاش نہیں مل سکی تھی۔“
 ”مگر کیا آپ فاروقی کی آواز فون پر نہیں پہچان سکے تھے؟“

”کیا تم نے کل یہ نہیں محسوس کیا تھا کہ فاروقی کی آواز
 لاکھ دہے سے بھاری ہو رہی تھی۔ فون کرنے والے نے اسی
 سے فائدہ اٹھایا اور خاص قسم کی زکامی آواز میں مجھے گفتگو
 کرتا رہا۔ ویسے بھی میں اوقات فون پر غفلت قسم کی آوازوں
 میں فیری نہیں کی جاسکتی۔“
 ”مگر سنیے تو۔ وہ ایک پکڑ چوڑے کے روپ میں لگا
 تھیں۔ سنیے مطلق تھا اس کے دوزخ لہجے کے کاغذات میں تو فیری
 نہیں ہے۔“
 ”فریدی نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا لیکن پھر چند
 لمحے خاموش رہنے کے بعد لولا اس کے باوجود بھی کسی نے
 ان کاغذات کے متعلق فیری رائے سے معلوم کرنے کی کوشش کی تھی۔“
 ”مگر سنیے کاغذات اس کی فونوں سے گزر رہے ہیں نہ وہ
 ”اگر یہ بات تھی تو اسے کاغذات کا علم کیسے ہوا؟“
 ”فرض کر لیجئے شاہد ہی اس کی مملکت کا ذریعہ ہو۔“
 ”ایسی صورت میں اسے یہ کام شاہد ہی پر چھوڑ دینا
 چاہیے تھا۔ یعنی وہ شاہد ہی کے ذریعہ ہی معلوم کر سکتی
 کوشش کرتا کہ ان کاغذات میں کیا تھا۔ نہیں حید صاحب
 اگر شاہد نے اس سے ان کاغذات کا ذکر کیا ہوتا۔“ عہد نے شاید
 کوئی آڑ ہے۔“
 ”وہ دونوں خاموش ہو گئے۔ فونوں کی آہٹ دروازے
 کے پاس رینگ گئی تھی۔ دوسرے ہی لمحے کسی نے
 دنگ دی۔“
 ”آج! فریدی نے کہا۔ دروازہ کھلا اور نصیر آباد
 برائے کا سپر سٹنڈنٹ فاروقی کمرے میں داخل ہوا۔
 ”ادو! آپ! فریدی اٹھتا ہوا ہلا۔“
 ”تشریف رکھیے... تشریف رکھیے۔“ فاروقی مضطربانہ
 انداز میں ہاتھ ہلا کر لولا خود مرنے کے گھر پر لگ گیا۔
 ”یہ آپ نے اس وقت فون پر گفتگو کے متعلق کیا پوچھا
 تھا؟“ اس نے فریدی کو گھورتے ہوئے کہا۔
 ”کسی نے آپ کے زکام سے ناجائز فائدہ اٹھایا تھا۔“
 ”فریدی مسکرا کر لولا۔“
 ”دیکھیے اس وقت میں بہت پریشان ہوں۔“ عہد نے
 خوش مزاجی کی توقع نہ رکھی۔“
 ”میں خود بھی حقیقت عرض کر رہا ہوں۔ خوش مزاجی ظاہر
 کرنے کا وقت ہی نہیں ملتا ہے۔ کسی نے بھڑائی ہوئی آواز

ہیں آپ کے نام سے گفتگو کی تھی لہذا میں دھوکا کھانگا۔ اس نے ان کا غارت کے بارے میں میری رائے معلوم کرنی چاہی تھی۔
”اوہ۔“

”کیا شاہ کی موت کے اسباب آسانی سے معلوم ہو سکیں گے؟“ فریدی نے موضوع بدل دیا۔
”خدا جلے مجھے بھی حیرت ہے۔“
”کیا آپ شاہ پر اعتماد کرتے تھے؟“
”کیا مطلب؟“ فاروقی چونک گیا۔
”فریدی نے پھر یہی جملہ دہرایا۔“

”میں نہیں سمجھ سکتا۔“ فاروقی نے بے بسی سے کہا۔
”نگار سے متعلق افادت کی رپورٹ شاہ پر ہی تھی۔“
”جی ہاں!“
”پھر آپ نے اس کی تفتیش اس کے بہرہ کیوں نہیں کی تھی؟“
”اس نے خود ہی باقاعدہ طور پر یکس رو سے انکار کر دیا تھا۔“

”کیوں؟“
”صحت کی خرابی کا بہانہ کیا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ مکمل گراؤ نہ بردھما کی جیسی نے گاوریہاں ٹھہرے۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ انسپکٹر جنرل سے نگار کے کام پر ہاتھ اور اس کی اطلاع بھی شاہ پر ہی دی تھی۔ ویسے وہ انسپکٹر رفعت پر تھا اور ان کے اس کی اطلاع بھی تھی کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ بہر حال میں نے اسے طلب کیا۔ پہلے تو اس نے کہا کہ اس کی رخصت کا مقدمہ ہی تھا کہ وہ اسٹیج کا تجربہ حاصل کرے لیکن جب شاہ کی رپورٹ اس کے علم میں لائی گئی تو اس نے نہیں کو کہا کہ وہ بھی اسی جگہ میں تھا۔ کیوں نہ یہ کہیں ہاتھ اٹھانے پر اس کے سپرد کر دیا جائے۔ لہذا یہی کیا گیا۔“

”ہوں۔“ فریدی کچھ سوچنے لگا۔
”لیکن۔۔۔ آخر۔۔۔ شاہ کو کس نے قتل کر دیا کیوں قتل کر دیا؟“ فاروقی ٹٹڑایا۔
”قتل سے کچھ دیر پہلے“ فریدی مسکرا کر لولا۔ میں نے فون پر اس نامعلوم آدمی کے ساتھ شاہ ناقابل اعتماد اور بکا، فراڈ ہے۔“

”یہ آپ نے کیوں کہا تھا؟“ فاروقی کے لیے یہ حیرت تھی۔
”میں نے اس لیے کہا تھا کہ یہی حقیقت تھی۔ فریدی نے نے کہا اور فاروقی کو بتانے لگا کہ کس طرح فرضی گواہوں کی

مدد سے شاہ نے رپورٹ تیار کی تھی۔
”میرے خدا! فاروقی ایسے جس پر ہاتھ پیر نہ ہوا بولا۔
”میں کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔“

”اور میری نظروں میں وہ ایک بیکر صاحب بھی مشہور ہیں جو نگار میں ایک محض کے حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔“
”اس کے خلاف کیا چارج ہے؟“

”فی الحال میں اس کی وضاحت نہ کر سکتا ہوں۔ اس وقت کا انتظار کیجئے جب میرا مشہور یقین سے بدل جائے۔“
”تفسیر آباد براؤن کی تاریخ میں یہ پہلے واقعات ہیں۔“
”فاروقی نے مضطرب انداز میں کہا۔“

”اس انسپکٹر کی فائوری کے اوراق کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟“
”کچھ بھی نہیں۔“ فاروقی لولا زبیری دانت میں وہ بالکل انور اور فکے کے لیے لائینی ہیں۔
”کیا شاہ کو ان کا غارت کاظم تھا؟“

”نہیں۔ میں نے اسی وقت تک یہ نہیں کیا تھا کہ وہ آپ کے لیے کھانا جائے۔ لہذا میں نے نہیں شاہ کے سپرد کر دیا تھا لیکن اس انسپکٹر سے متعلق بتی بھی چیزیں تھیں وہ خصوصیت سے آپ کے لیے رکھی گئی تھیں اور ان کا تذکرہ کسی سے بھی نہیں کیا گیا تھا۔“
”فریدی کچھ سوچ رہا تھا اور حمید کہیں کا کھر سے جا چکا تھا۔“

صبح خوشگوار تھی۔ لوی نے بستر سے اٹھتے وقت یہی محسوس کیا تھا حالانکہ پچھلی رات اس نے کثرت سے شرابی تھی لیکن اس کے باوجود بھی اسے صبح خوشگوار معلوم ہو رہی تھی اس نے اٹھ کر عین کھڑی کھول دی۔ ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آنکھوں کی سطح سے ٹپکا اور اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ ٹھنڈک اس کی روح میں اترتی چلی گئی ہو۔

پچھلی رات کے تجربات اس کے ذہن پر اپنے دھندلے سے نقوش چھوڑ گئے تھے اور وہ اس وقت اس پر سراسیمگی کی شکل یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی جس نے کافی رات گئے تک اسے اپنی انوکھی باتوں میں الجھائے رکھا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ وہ یقیناً کوئی فلرٹ تھا اور اس سے اس طرح تجارت نہ مل کر کے غالباً قریب ہونا چاہتا تھا۔

اس نے میری طرف ہاتھ پر ہاتھ کر گئی کے ڈبے سے ایک سگریٹ نکالا اور اسے ہونٹوں میں دبا کر شاید سگنا بھول گئی۔ وہ مسلسل اسی فوجوں کے متعلق سوچے جا رہی تھی۔ اس نے ہر طرح خود کو یقین دلانے کی کوشش کی کہ وہ کوئی فراڈ تھا اور اس طرح اسے اپنے جال میں پھانس کر اس کی دولت پر ہاتھ صاف کرنا چاہتا تھا لیکن اس کی نظر گول بزم کی طرف بھی جاتی تھی پر اب بھی ٹوٹا کی گڈ لال ٹیٹا کی سگریٹ کو ہونٹوں سے نکال کر اس نے میز پر ڈال دیا اور اٹھ کر کھول کر خیر کی کی لال نکالی کیونکہ اسے ملتی تھی چھپا سامانوں پر ہوا ہاتھ جو چھاتی لگا کس شیری ملتی تھی اندیشے کے بعد اس نے سگریٹ سگنایا۔

باہر ان پر سورج کی پہلی کرنیں گلابی رنگ کی پیکاری مار رہی تھی اور کھولنے کے سینچین اس انداز میں رہا نہیں نکالے ہاتھ دسپتے تھے جیسے انہیں کی شفت نے سورج کو طلوع ہونے میں مدد دی ہو۔

سگریٹ کے دو تین کش لینے کے بعد اس نے باہر اچھال دیا اور تھیں کی چائے کے لیے گھنٹی بجائی۔ چلنے کا انتظار وہ کھڑکی پر کھڑی ہو کر کرنا چاہتی تھی۔

دھند اس کی نظر پھاٹک کی طرف اٹھ گئی۔ ایک آدمی باہر سے پھاٹک کھولنے کی کوشش کر رہا تھا اور اس کے لیے بالکل اجنبی تھا۔ نہ وہ دروازہ والا معلوم ہوتا تھا اور نہ اندر سے دہلی والا۔ وہ یہ بھی نہیں سوچ سکتی تھی کہ وہ نوکرانہ سے کسی کا ملاقاتی ہو کیونکہ اس کے ہمراہ بہترین تراش کا سوٹ موجود تھا اور اس کے ہاتھ میں بھی۔ لوی اسے چونکوا رہے۔

چونکہ اس نے پھاٹک کھول دیا۔ لوی اسے چونکوا رہے۔ ٹھنڈک کرتے دیکھتی رہی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ چونکوا کر کچھ کھانے کی کوشش کر رہا ہو۔

پھر لوی نے اسے اس پر چل کر دیر کی طرف آگے دیکھا۔ وہ کھڑکی کے اوپر سے ملنا چاہتا ہے مگر اسے لوی کی کوشش سے روک دیا۔ وہ ابھی اس وقت کسی سے ملنا نہیں چاہتی تھی۔

مازمہ چائے کی کشتی لائی اور میز پر رکھ کر چلی گئی۔ چلنے اندر لکھوئی دوسرا سگریٹ سگناتے کی لیکن ٹھیک اسی وقت باہر سے بھاری دھڑک کی آواز آئی پھر دو تین کا پرہ ہوا۔۔۔ بڑی محو ہونے والا اجنبی اس کے سامنے تھا۔

لوی سگریٹ پھاٹک کو کھڑی ہو گئی اور اس کی آنکھوں میں فون اتر آیا تھا۔
”کس گھر سے تھیں یہاں آنے ویلے؟“ وہ حلق کے بل پوچھی۔

”گھر کا کوئی نہیں ملازمہ میں اسی پر بیٹھ کر آیا ہوتا، کیونکہ آپ کا چونکدار اونچا سناتا ہے۔ اس کے کانوں تک منہ لے جانے کے لیے میں ایک گھر سے کی اور چلتی کافی بڑی۔“
”گھر آؤ۔“ لوی سیکل لایا دانستہ میں کر پوچھی۔
”دھند دسے کہ نکل دیے جاؤ گے۔“

”یہ میرا اپنا مقدمہ ہے اس کے لیے بھی آپ کو آتشیں نہ ہونی چاہیے۔“
”لوی نے گھنٹی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔“

”مگر یہ۔۔۔“ اجنبی نے بھاری آواز میں کہا۔ نوکروں کو بلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے پچھلی رات مجھے بحیثیت پرائیوٹ سیکرٹری ملازم رکھا تھا۔ اس لیے میں نے اسے اس کی جسارت کی ورنہ بھلا کوئی شریف آدمی اس طرح جانتا ہے؟“
”اوہ! لوی بے سندھ سی ہو کر کرسی میں گر گئی۔ وہ چٹی بھی آنکھوں سے آنے والے کو دیکھ رہی تھی۔

”تم۔۔۔ تم۔۔۔“ وہ مسکراتی ہوئی۔ ”کیا یہ سبک آپ۔۔۔؟“
”میں ملازم۔“ اجنبی نے قدر سے جھک کر کہا۔
”تم سچ کر کہہ رہے ہو کہ۔۔۔“ لوی اس کی کھڑکی پر تھی۔
”میں ضرورت تھی مادام۔ اس طرح میں نہایت اطمینان سے کام کر سکتی ہوں۔“

”شو۔۔۔“ کیا تم نے جاسوسی ناول کثرت پڑھے ہیں؟ لوی نے بڑا سائنہ بنا کر کہا۔

”ہاں ملازم آپ کا خیال درست ہے لیکن آپ حالات کی نوعیت پر غور کیے بغیر میرا مذاق نہیں اڑا سکتیں۔ میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں ہر لحاظ سے بہتر کر رہا ہوں۔ آپ اسے ملازم نہیں کہیں لیکن خطرات میں گھری ہوئی ہیں۔ کیا آپ قبول نہیں کر سکتے ہیں کہ موت پر اسرار حالات میں رہتی تھی؟“

”مگر تو ایس کے لیے تو دھرت مارٹ قلیو کر کا کس تھا۔ میں اسے پراسرار ہی سمجھتی ہوں کیونکہ ڈیڑھ گھنٹہ پہلے میں نے تھے کہ پتہ کی وجہ سے ان کے قاب کی حرکت بند ہو جاتی۔“

”آپ سمجھتی ہیں نا۔ اس میں کافی بے حد بے حد مجھے محال ہے کہ پوسٹ ملازم کی رپورٹ میں کثرت شراب نوشی کی حرکت تھیں۔“

بند ہو جانے کی وجہ ثابت کی گئی تھی۔
 "تو نے پہلی رات ہی سے کام شروع کر دیا ہے۔"
 "ہاں مادم۔"
 "تم سچ سچ عجیب ہو، عجیب ترین کیا تم نے مجھے ہو کو
 مجھے پریشان کرنے والے ہی ڈیڑی کی موت کے خود تدار ہیں۔"
 "کیا یہ ممکن نہیں ہے؟"
 "مکن ہے۔"
 "پھر ایسی صورت میں جبکہ مجھے کام کرنا ہے میں ان لوگوں
 پر اپنی اسٹی شکل کیوں ظاہر کروں؟"
 "ٹھیک ہے مگر میں نہیں آواز سے بھی نہیں پہچان کی تھی
 اور اب تمہاری آواز اس آواز سے مختلف ہے۔ میرا خیال ہے کہ
 یہی آواز تمہاری اصلی آواز ہے کیونکہ پہلی رات یہی آواز تھی۔"
 "اب آوازوں کے چکر میں نہ پڑے۔ ضرورت پڑنے پر
 میں گدھے اور گھوڑے کی آواز میں بھی گفتگو کر سکتا ہوں۔ شیر
 دیکھیے یہ منسلک تیس والا بلب اور سہند سے مجھے بالکل نا پسند
 میں۔ انہیں کسی طرح چھپانے کی کوشش کیجیے۔"
 "کیوں؟"
 "بس یوں ہی۔ اب تو خواب گاہ عموما کھلی ہی رہتی ہوگی۔
 نہیں۔ میں یہاں سے جاتے وقت اسے مقفل کرنا
 نہیں بھولی۔"
 "لیکن ملازم کو اندر آتے ہی ہوں گے۔"
 "اں وہ آتے ہی ہی۔"
 "اگر ان کی موجودگی میں کبھی بلب جل اٹھا اور ڈائل بند ہے
 تو نہ کہ نظر آنے لگے تو یہ داستان... پھیل جائے گی۔"
 "پہل جانے۔" لوسی نے بے پروائی سے اپنے شانوں
 کو کشن دی۔
 "میں سے اتنا نا اہم نہ کیجیے۔ ہو سکتا ہے کہ میں سام
 آگے اس کمرے کو ایسے مقفل رکھے ہوں کہ ان چیزوں پر
 کوئی لکھو نہ پڑے۔ ایسے۔"
 "میں شک ہے کوئی اور جبر ہی ہو۔"
 "اگر اور وہ فطرتی تھی آپ؟" سکریٹری نے پوچھا۔
 "نہیں۔ وہ خود سے سکریٹری کی طرف دیکھ رہی تھی۔
 روم نمبر اس کمرے کو مقفل کر گئے تھے اور پھر ان
 کی موت ایک نائن لک بزن واقع ہوئی تھی۔ اگر یہاں کوئی
 اور چیز بھی ایسی ہوتی ہے چھپانے کے لیے وہ اس کمرے کو

بند رکھتے رہے ہوں تو وہ چیز آپ کو ضرور ملنی چاہیے تھی کیونکہ نہیں
 اس چیز کو یہاں سے ہٹانے کی ہمت نہ ملے ہوگی۔"
 "یہ بھی ممکن ہے۔"
 "آپ مجھے بوجھ کر کہہ رہی ہیں مادم یہ سکریٹری انکھیں پھاڑ
 کر بولا۔
 "کیوں؟"
 "آپ ایک بحث کا آغاز کر کے میرے پیچھے چل کر دم
 نکال رہی ہیں اور پھر اپنی مصیبت سے اس کے امکان کا متون
 کر رہی ہیں جیسے... جیسے... لہجہ... ہاں اس وقت
 کوئی ایسی ہی تھی تب نہیں سوچ رہی تھی۔ غیر ملے۔ ہاں تو
 میں اس وقت یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ مجھے کیسین کریگ کے قریبی
 دوست کی فہرست چاہیے۔"
 "اس سے کیا ہوگا؟"
 "اس سے یہ ہوگا کہ ہم اس سکریٹری اپنی پیشانی پر لکھنا ہوا
 بولنا یہ ہوگا۔... اگر میری جان بچان والوں میں چندہ نہیں
 لکھنا تو ہوجائے گا۔"
 "میرے کو یہ تم کھل کر مجھے گت گت نہیں کر رہے ہو؟"
 "آپ کھل کر سن ہی نہیں رہی ہیں۔ دیکھیے آپ کی چائے
 ٹھنڈی ہو رہی ہے۔"
 "کیا تم ناشتہ کر چکے ہو؟"
 "نہیں میں ناشتہ میں ہی ضروری چیزوں کا کھانا نہیں ہوں۔"
 "کیا مطلب؟"
 "مطلب یہ کہ میں جو پس گئے ہیں صرف ایک بار اپنے
 منہ سے کوئی کلمہ دیتا ہوں۔"
 "اگر مجھے تمہاری ضرورت نہ ہوتی تو میں یہیں بیٹھا ہونے کے
 کسی کمرے میں رکھوا دیتی۔"
 "میرے لیے یہ بھی ممکن ہے۔ کیا آپ یہ سمجھتی ہیں کہ میں
 کسی چیز یا گھر کے کمرے میں نہیں رہتا؟"
 "ایسا ہو سکتا ہے مگر۔ ایک دن تھا کہ پولیس میری تلاش
 میں تھی۔ ہاں شاید میں آپ کو یہ بتانا چاہتا تھا کہ پولیس میری تلاش
 کسی زمانہ میں قانون شکنی کی بنا تھا۔ معنیو ملے معنیو تجویزیاں
 تو رڈ انسپیر سے بائیں ہاتھ کا کیسل تھا۔ میں نے کئی بینکوں میں
 جو ریاں کی تھیں اور پولیس میرے پیچھے تھی۔ ایک دن مجھے معلوم
 ہوا کہ پولیس نے میرے مکان کے گرد گھیر ڈال دیا ہے۔ اس
 حالات سے میرے ہاتھ بڑھ چکے ہونگے لیکن پھر فوراً ہی ایک

تیسرے سوچ گئی۔ مجھے یاد آیا کہ پچھلے دن ایک گوریلہ جڑا گھر سے
 فرار ہو گیا تھا جس کی تلاش اس وقت تک جاری تھی۔ میں
 نے جھٹ پٹ اپنے کمرے کے اندر دھڑلے اور گوریلے کی کھال اپنے
 جسم پر بندھ لی۔
 "غپ... جھوٹ... بھوس... لوسی بڑبڑائی۔
 "یقین کیجیے۔"
 "تمہیں گوریلے کی کھال کہاں سے ملی تھی؟"
 "اے... گوریلے کی کھال... وہ تو میرے پاس پچھلے
 ہی سے تھی۔ اب یہ کیسے عرض کروں آپ سے کہ میں اس زلیلے
 میں کیا آؤی تھا اور گوریلے کی کھال تین کوسن کے کس قسم کے
 رانے سے نکال دیتے تھے۔ کسی وقت المیڈان سے بتاؤں گا پھر
 دفعہ مختصر یہ کہ میں کھال تین کوسن کی جھٹ پر جا چکا تھا پس
 پھر کیا تھا لوگ مجھے پکڑنے کے لیے دوڑ پڑے۔ بڑی مشکل
 سے ہاتھ آیا۔ آلاش آپ مجھے اس وقت دیکھیں۔ میں سو
 فیصد بن ماس معلوم ہو رہا تھا۔ اسی طرح غرا تارہ بیٹیاں
 بچانا اور ناہیں جھمکے کے چلنا۔"
 "وہ سکریٹری نے بن ماس سے غرلنے اور بیٹیاں
 بھلنے کی نقل شروع کر دی۔
 "ارے... بس... ارے بس... لوسی انکھیں بند
 کر کے کانوں میں انگلیاں مٹھ لیتی ہوئی بولی۔
 "آہا تو پھر مجھے لے جاؤ کمرے میں بند کر دیا گیا۔"
 "کتنے دنوں تک بند رہے تھے مگر کتنے کیسے ہو گئے؟"
 "معاذ کے پاس سے قتل کی گئی یا کر دی تھی۔ رات کو
 نہایت المیڈان سے قتل کھولا اور باہر نکل آیا۔"
 "اس کی کتنی جاتی ہے؟ مشر کو یہ؟"
 "آپ کے یقین نہ کرنے سے میرا کیا ہو گئے گا؟ سکریٹری
 نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔
 "میں مجھے یقین دلاؤ ورنہ میں تمہاری ہونٹیں اٹھاؤں
 لوں گی۔"
 "سکریٹری بڑا سائنہ بننے سے دوسری طرف دیکھتا رہا۔
 اتنے میں وہی ملازم پھر آئی جو چائے کی ٹرے رکھ رہی تھی۔
 اس نے کئی کام اتنی کارڈ پیش کیا۔
 "مگر ٹل اسے کہ فریدی۔ ام۔ سکریٹری جھک کر کارڈ
 پڑھتا... ہوا بولا۔ ارے باپ دے۔ یہ آپ نے نہیں
 جانتیں۔ میرے خدا یہاں کیسے بچک پڑا۔"

"کیوں یہ کون ہے؟"
 "وہ سرکاری سرانجام رسالہ جو شیطان سے زیادہ شہور ہے۔"
 "ارے... یہ... وہ فریدی ہے۔ لوسی نے کپکپاتی
 ہوتی آواز میں کہا۔ مگر یہاں کیسے؟"
 "مکن ہے کہ میں کی موت کے سلسلے میں قید شدہ رہا ہوں؟"
 "تب تو میں اس سے ضرور ملوں گی۔ چلو تم بھی چلو۔"
 "میں... نن... نہیں۔ اگر اس نے بچان لیا تو میرا
 مستقبل برباد ہو جائے گا۔"
 "کیوں؟"
 "میں ایک دو پیش کر رہا ہوں جو تدار اور جرائم سے توبہ کر
 چکا ہوں لیکن مجھے علم ہے کہ میں کبھی میرا فانی نہ بن سکتا ہوں۔"
 "کیا میں اس سے بتا دوں کہ کوئی نامعلوم آدمی مجھے کیل
 دے رہا ہے؟"
 "پھر کہ نہیں۔ یہ تو آپ کی زبان سے نکلے ہی نہ پڑے۔ ورنہ
 آپ بڑی مشکلات میں پڑ جائیں گی۔"
 "کیوں؟"
 "غدا کے لیے اس وقت مجھے بحث نہ کیجیے۔ چائے
 اُسے جلد از جلد ملنے کی کوشش کیجیے گا۔ ہاں ایک بات اور۔
 اگر وہ کیسین کے کاغذات وغیرہ دیکھتا چاہے تو وہ کھادیجے گا
 مگر اس کاگز اس خواب گاہ میں نہ ہونے پائے جہاں پولیس
 اور ہندسوں کا ڈائل موجود ہے۔"
 "شاید لوسی نے چیزیں بولنے کے لیے ہوت کھوئے
 تھے لیکن اس نے اس بار سوال نہیں کیا بلکہ چپ چاپ اٹھ کر
 ڈریسنگ گاؤں پہنچا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔
 پھر میں منہ بند وہ داپس لگائی سکریٹری اُسے
 گھورے جارہا تھا۔
 "وہ مشر کو یہ۔ وہ تو عجیب ترین تھا۔ تم سے بھی عجیب
 میں بھی تھی کہ وہ کوئی فریڈ نا آدمی ہو گا اور میں اس کے
 سامنے ہونٹ بھی نہ لاسوں گی مگر وہ تو تہائی رحم دل اور
 معصوم آدمی معلوم ہوتا ہے۔ گفتگو کا انداز کتنا شرفاء تھا۔"
 "کاش تم اسے اس وقت بھی دیکھتیں جب وہ کسی
 درندہ کی طرح سرکش مجھ کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔"
 "یقین نہیں آتا۔" لوسی سر ہلا کر بولی۔ "ارے وہ تو فرشتہ
 ہے۔ فرشتہ ہے۔"
 "اگر وہ فرشتہ ہے تو موت یا عذاب ہی کا فرشتہ ہو سکتا

ہے۔ خیر بنائے۔ اہل تودہ کیوں آیا تھا؟
 ”تہا را عیال صحیح نکلا۔ اس کا خیال ہے کہ دوڑی کی موت
 معمولی حالات میں نہیں ہوئی مگر اس نے پورا تھا کوڑی کے
 ہریسے کیسے نقدات تھے۔ کیا کسی ان دونوں کے کوڑی بزنس
 شرکت میں بھی کیا تھا؟ کیا کسی ان دونوں میں جھگڑا ہوا تھا؟“

سکرٹری جنرل ہونڈی دیر کے منیٹل پریس کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس پر بھی ہونی پڑی کہ اتنا کر کے پچھے رکھنے لگا۔ اس آواز نے بند ہو گئی تھی۔ دوسرے نوی نے منیٹل پریس کو دودھ منیٹل میں تقسیم ہوتے دیکھا۔ درمیان میں اٹھ رہا ایک فٹ چوڑا آٹھا پیدا ہو گیا تھا۔ سکرٹری اس پر ہنسیکا رہا تھا۔

یہ کس جہول؟
 "تم جانتے ہی نہیں کہ آدمی سے کس جڑ کا نام ہے؟
 میں جڑ ہی مانہ نہیں جہول۔" حمید نے بیزار سے کہا۔
 "اگر کونسا نہیں؟"
 "تمہارے لنگا کا، دو سر ہندو لنگا رہتا۔"

پنیل سے تھوڑا تھا۔
 کج قوی شہزادوں تھا۔ ہم سب خوش تھے اور ہر جانت
 ہمارے درمیان رقص کر رہی تھی۔ ایس بی بی دل چاہتا تھا کہ
 نشے میں ڈوب جیتے چلے جائے۔
 شہزادوں نے آواز سے کہہ کر شہزادوں کو اس کا مطالبہ کیا۔

مجھ پر رحم کرو اور وہ مجھے اپنا سینہ ڈل سگھانے لگتی ہے کاش
وہ مجھے سمجھ سکتی۔ کاش وہ مجھے اسٹیج کا مزہ سمجھ کر مجھے بے باکتی
نہ کرتی وغیرہ وغیرہ ہے بی اعتبار اسکل ہی سب کچھ پڑھتے
کبھی اس کی آنکھیں چمکے لگتی ہیں اور یہ وہ ہمیشہ کی
طرح غمزہ ماسہ... چلاؤ... ہے بی... خدا کے لیے مجھے یاد
عید نے آنکھیں بند کر کے اس طرح دونوں ہاتھ آگے
پھیلا دیے تھے جیسے رکھ کر کسی حمل کرتے ہوئے جھیرے سے
رحم کی بجائے مانگ رہا ہو۔

استے میں فریدی کو سہ سے داخل ہوا۔
"ابا! شیلیم آگئی؟ اس نے کہا۔
"جی ہاں!"

"ہمیں میں شدت سے تمہاری ضرورت محسوس کر رہا تھا۔"
"اوہ! شکریہ، اکل ڈیز۔"
فریدی نے فلت ہیٹ میں ڈال دی اور کوٹ اتارنے
لگا۔ شیلیم نے ٹیڑھ کوٹ اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔
"بابا بے چارہ پاگل ہو گیا ہے۔"

"کس نہیں تھا؟ فریدی نے کہا۔
شیلیم کوٹ ہنگر پر لٹکا کر عید کو دیکھنے لگی جو دونوں ہاتھوں
سے سر ہٹائے بیٹھا تھا۔

"کیوں؟" فریدی نے عید سے عقلی آواز میں پوچھا۔
"اس تحریر سے کیا مطلب اٹھ گیا؟"

"مطلب؟" عید سر اٹھا کر ٹھنڈی سانس لیتا ہوا لولا۔
"آپ مجہ کو لودا دیجیے۔ وہ یہاں ناچنا شروع کر دے اور
مجھے دس بارہ توکیں دے سکی کی منگو دیجیے۔ اگر مطلب نہ
اٹھ کر لوں تو کوئی مار دیجیے گا۔"

"یہ سب کیسے اٹھا؟" شیلیم نے حیرت ظاہر کی۔
"مجھے نہیں تم ہی کو شش کرو۔"

"اس؟" عید ہاتھ اٹھا کر لولا۔ "اب تم کو شش کرو اور
میں دوڑ کر آج میرے گھاسے آؤں۔"

"نہیں! یہ نہیں جاسکتے۔ ہرگز نہیں۔ فریدی نے
سنت لیجیے میں کیا۔"

"کیوں؟" کیوں کا مجھے یہ اس کوئی جواب نہیں ہے۔
"تو میں اب اپنی عمر سے مر رہی نہیں سکتا؟"

"نہیں۔ تم میری نوویں مرد کے اور میں اس لڑکی کو برباد

کہہ رہا ہوں گا جس کی بدولت میں موت نصیب ہوئی ہوگی؟
"بعض آدمیوں کے ابا میاں بڑے خطرناک ہوتے ہیں۔"
شیلیم دیدے سے بچاؤ کو لولی کیوں اٹکل؟
عید بڑا سٹمٹ بنا کر ہونے پانپ میں تباکو بھرنے لگا۔
فریدی نے فون کا ریسیور اٹھا کر ویٹر کو طلب کیا۔

"دیکھیے تو اکل میں جب سے آئی ہوں اس طرح بھی ہوئی
ہوں۔ نہ بابا نے لباس تبدیل کرنے کو کہا اور نہ چائے کی منگوائی۔
"میں نے اسی لیے ویٹر کو طلب کیا ہے۔ فریدی نے کہا۔

عید نے پانپ نہیں سگایا بلکہ اسے ایک طرف پھینک
کر کھڑا ہو گیا۔ تیر بڑے خراب تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے
فریدی پر حملہ کر بیٹھے گا مگر اس کے بجائے اس نے اپنا سر دیوار
سے ٹکرا دیا۔

"ارے... بابا... بابا... شیلیم اس کی طرف پھینکی۔
"ہٹ یا بے بی۔ آج میں تصدیق کرنا چاہتا ہوں۔"

عید نے کہا اور دوبارہ دیوار پر سر مارنے جا رہی رہا تھا کہ شیلیم
نے اس کی گردن دونوں ہاتھوں سے پکڑ لی۔
"ٹھیک اسی وقت کسی نے باہر دروازے پر دستک دی۔

شیلیم نے عید کی گردن چھوڑ دی اور عید بڑا سٹمٹ بنا کر
پہلے نرنگے گوشے سے نکل گیا۔
"آجاؤ۔ فریدی نے دروازے کی طرف دیکھ کر کہا۔

ویٹر کافی کڑے آٹھٹے ہوئے اندر داخل ہوا۔ یہ ایک
تو منہ زار آدمی تھا اور اس کے بازوؤں کی پھلیاں آستینوں
پر بھی اٹھ رہی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ موچیں گھٹی اور لیویر پر بھی

ہوئی تھیں۔ فریدی اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ جب وہ کافی کی
ٹرسے چھوٹی نیز پر کھڑا ہوا تو فریدی نے کہا۔ "وہ اسکا کاؤتہ
بچے اٹھا دینا۔"

ویٹر نے بری مین سے سگارا کاؤتہ اٹھا کر ٹرسے ادب
سے پیش کیا۔ فریدی کی نظر اس کے ہاتھوں پر پڑی۔

"شکر۔" فریدی نے آہستہ سے کہا اور ڈیر ایک طرف
دکھتا ہوا لولا۔ "تم یہاں کے سب سے زیادہ مالدار ہو۔ کیوں؟"

اس کے ہونٹوں پر ایک طنزیہ سی مسکراہٹ تھی۔
"اوہ! کیوں جناب؟" ویٹر بھاگتا ہوا پوچھا۔
"تمہارے بایں ہاتھ کی دونوں انگلیوں کے نیچے

سہلی ہیں؟"
"ارے... او... ویٹر نے غیر لادھی طور پر اپنا ہاتھ پیچھے

کر لیا پھر فوراً ہی منجھالا لیا اور کچھ لولا۔ "جی ہاں، کیا سیر سے
کی انگوٹھیں صرف مالداروں ہی کا حصہ ہیں؟"
اس کا ہوش غصہ دلانے والا تھا۔

"او گھر سے بچتا میں تمہاری موچیں دکھا کر لوں گا۔"
عید بگڑ گیا۔
"میں نہیں اس کا مشورہ ضرور دوں گا۔ فریدی کا لہجہ

حذر و خوف تھا۔
عید نے ایک جھرمٹ جی سی لی اور پھر اس نے فریدی کو
بڑی بھرتی سے رپوا کر لے لے دیکھا۔

"میں تم اپنا ہاتھ چیب کی طرف نہیں بے جا ڈنگے فریدی
نے آہستہ سے کہا۔
ویٹر نے اپنے دونوں ہاتھ آٹھا دیے۔

عید نے شیلیم کی آنکھوں میں عجیب سی جگہ دیکھی اور اسے
اس کی کچھ یاد آگئی جس نے تازہ شکار کیا ہو۔
"عید اس کی مصروفی میں موچیں گھٹنے لگا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے جناب۔ ویٹر تھوک نکل
کر لولا۔
"غلط فہمی ہی سی۔ چلاؤ اس طرح شبہ تو رفع ہو جائے گا۔

"... عید..."
عید نے آگے ٹیڑھ کر اس کے چہرے پر ہاتھ صاف کر دیا
موچیں مصروفی میں تھیں۔ اس نے بڑا سٹمٹ بنا کر کہا۔ "لا

حول ولا قوۃ۔ کاش یہ موچیں اصلی موچیں تھیں یا بتاؤ گرجام
کا احسان نہ لینے کا کیا طریقہ ہے؟
"کیا جب میں رپوا کر دکھانا میری ریٹ کے ویٹروں کے

لیے ضروری ہے؟"
اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ عید آگے بڑھ کر اس کی تھیں
مڑل رہا تھا۔ یہ حقیقت تھی کہ اس کی چیب میں رپوا پور ہو چکا۔

"کیا تم اس کا لاشنس پیش کر سکو گے؟"
"جواب بھی خاک و شمشیر رہا۔"
"میں نہیں اس کی رقم میں گردن دے رہا ہوں؟"

"دفعہ و جرح عید سے لپٹ بڑا۔ عید کے لیے یہ غیر متوقع تھا
اس لیے اسے پہلے کا موقع نہ مل سکا۔ اس کے ہاتھ سے ڈر
کار لیا اور گر چکا تھا۔

"اب شقی سے گولی مار دو۔" ویٹر بھڑائی ہوئی آواز میں بولا۔
فریدی کے دیاؤ کار عید کے سینے کی طرف تھا۔ شیلیم ابھی تک

چپ رہا تھا۔ وہ شیلیم کی طرف سے
فائل تھا۔ ایا تک ٹیڑھے آئیے انگلیاں اس کی گردن میں پیوست
کر دیں۔ ویٹر جس نے عید کی گردن پر قبضہ کیا تھا شیلیم کو کھلا گیا۔

اس کے ہاتھ دھیلے ہوئے ہی تھے عید اس کی گردن سے
نکل گیا اور پھر قواس کی شامت ہی لگئی۔ عید نے اسے گھولوں
پر رکھ لیا تھا۔ ذرا ہی میں ویٹر میں وہ بے دم ہو کر گر پڑا۔

عید کھڑا اپنے ہاتھ جھلڑا تھا اور شیلیم نے اتنا بڑا سٹمٹ
بنار کھا تھا جیسے اس کے اتنی جلدی بے ہوش ہو جائے پرات
بے مدد ہوئی ہوئی ہو۔

کچھ دیر تک کمرے پر سکوت مسلط رہا پھر عید چیب سے
رومال نکل کر اپنے چہرے کو صاف کرنا شروع فریدی سے لولا۔
"آج تک آپ کو ایک نئی رپوا پر تھوکر ہاتھوں سے آپ نے

کہیں ایسا نہیں کیا؟"
"کیا مطلب؟"
"نہا ہے کہ یہ آدمی ہم کو گولی کی بجائے لگا رہا تھا۔ آپ نے

آج تک کسی ایسے آدمی پر ہاتھ نہیں اٹھایا بلکہ ہمیشہ ایسے آدمیوں
کو پہچان لینے کے بعد ان کی غلطی سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔"
"ہاں! اور پھر ان کے ذریعے سے اہل جرم تک پہنچے ہیں

آسانی ہوئی تھی لیکن عید صاحب! یہ سارا مختلف ہے میں نے
کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ کوئی اصل جرم تک میری رہنمائی نہ کر
سکتا تھا۔"

"یہ آپ کس بنا پر کہہ رہے ہیں؟"
"وہ کاغذات نہیں تم فضول سمجھتے ہو اسی حقیقت کی طرف
اشارہ کرتے ہیں۔"

"کس طرح؟"
"وہ کاغذات عید کے کمرے میں بڑی بڑی پی سی کے ساتھ
پڑے جاتے تھے۔"

"اسی لیے ان کی آپ کی نظروں میں اتنی اہمیت ہے۔ وہ
کاغذات خود پی سی کے لیے مرنے والے کاغذات ہیں مگر انہیں
پڑے جاتے تھے کسی بہت بڑے راز کے حامل تھے۔ عید کا لہجہ

طنز تھا۔
"ہاں! انہیں درجنوں آدمی پڑتے اور سنتے تھے کیونکہ
تحریریں ملاکی ادنی چاشنی موجود ہے۔ انداز طریقہ اور روانی

ہے۔ کہیں کہیں تو ظالم نے غریب شاعری کر کے رکھ دی ہے
مگر ان کاغذات میں ایسے بیانات موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا

103

ہے کہ کچھ والا اس شخص سے واقف نہیں تھا جس کے لیے اس نے وہ چٹان تہ ترتیب دی تھی اسی لیے وہ کاغذات اعلانیہ پڑھے جلتے تھے اور اسی بکر رکھے دہستے تھے جہاں سے ہر ایک انہیں اطلاع کر سکتا تھا اگر کچھ والا اس شخص سے واقف ہوتا تو یہ طریقہ اختیار کرنے کی کیا ضرورت تھی اور یہ آدمی تو فریدی بے ہوش دیر کو مل کر دیکھ کر رہ گیا۔ میں پچھلی رات سے اس کے پیچھے ہوں اور یہ غالباً آپس کاغذات کے لیے جاری نگرانی کرنا رہا ہے جو بارے پاس پہنچ چکے ہیں۔ رات میں اسے اس کو بھڑی کی تلاشی لی تھی جس میں اس کا سامان رکھا ہوا تھا۔ مجھے ناکامی چس ہوئی۔ ہاں سے میرے دو تین ایسے ہی آدمی اور رانی اور بھی رکھ رکھے ہیں۔ یہ بھی پتیل ہی سے رکھے گئے ہیں اور دھر زخمی ہونے والے کاغذات سے شگفتہ نہیں ہیں جو بارے پاس موجود ہیں۔ ہاں جو عید صاحب میرا خیال ہے کہ میں گروہ کے لوگ پیچھا کر سانی کے لیے ایسے طریقے اختیار کرتے ہوں انہیں اس شخص کے متعلق یہ معلوم ہوگا جو ان پر حکومت کرتا ہے لہذا یہ آدمی اس جگہ ہماری رہنمائی نہ کر سکے گا پھر کچھوں میں اسے اپنے کام میں لالوں گا۔

ایک مطلب ہے۔
مطلب اس میں ہے جو فی الحال اس پر کسی بوڑھے آدمی کا میکساپ کر رہا ہے۔ یہ اس کے ہوش ہے۔
اگر اس کے سر کے بال سیاہ ہیں۔
اگر انھیں کھول کر دیکھو۔ یہ بال قطعی مصنوعی ہیں۔ یہ بھی نگار تعزیر کے آرٹسٹوں میں سے ہے۔ سر کے بال میکساپ کے لیے عموماً صاف ہی رکھتا ہے۔
اگر بال آپ پر کچھ کر رہے ہیں؟ شیم نے پوچھا لیکن فریدی خاموش رہی۔

لوسی میری کے قہار خانے میں خاموش چٹنی مٹی۔ آج اس نے خواب نہیں کھاتا تھا۔ وہ لڑکھن اور آج کی مٹی۔ وہ شاید آج صبح کو اس نے کوئی ٹکڑا کر کے سر پر لٹکائی تھی۔ گشت گو کے دروازے میں یہ کچھ دیکھا کہ وہ آج رات کا کچھ صحت میری کے قہار خانے میں بھی گزارے گا لہذا لوسی کے ادھر آگئے کی طرف واپس یہی چیز ہوتی تھی۔ وہ اس کے متعلق سوچتی اور وہ اپنے جیت میں غصے کھاتی رہ جاتی۔ اسے اپنی خواب گاہ کا مشیل پسینہ یاد آتا تھا جسے وہ عرصے سے دیکھتی آئی تھی مگر اس حیرت انگیز

بلب کی موجودگی میں بھی وہ اس کے متعلق کچھ بھی نہیں معلوم کر سکی تھی لیکن اس پر تیار نہ تھیں۔ کتنی آسانی سے اس کا ایک نیا راز بھی دریافت کر لیا تھا مگر وہ اپنی پختہ اور وہ سینما گروہ پیغام کس کے لیے تھا۔ کیا ڈیڈی کے لیے مگر ڈیڈی تو... دنیا جانتی ہے کہ وہ کتنے دن پہلے مر چکے ہیں پھر وہ پیغام کیسا دھوپتی اور ابھی میری پر اس شخص سے بچھا چڑھانے کے لیے میری پر ہاتھ لگاتا شروع کر دیا تو چہرہ ہی دیر پہلے اسے برا بھلا کہہ رہا تھا اس نے کہا تھا کہ اگر وہ یہاں ہوا کیسے ملے تو وہ اسے شہر اکڑ کر پرچھینکوا دے گا۔ ہاں بیٹھے اور پتے پلانے پر اسے کوئی اعتراض نہیں تھا۔ لوسی نے اس کے سامنے خراب متکوائی کی گئی اس نے اس کے لیے کچھ نہیں کہا تھا۔

لوسی غصے میں تھیں ہی تھیں اور اسے سچ بچا تھا اس نے ہو گیا اور پھر جب سکری کے حقائق ہو تو وہ نے ہی میں تھی۔ اس نے انھیں بچا تھا کہ اسے دیکھا اور پتلیں کھٹکا کر مسکائی۔ سکری اس وقت بھی اسی میکساپ میں تھا جس میں آج صبح اس سے ملاقات ہوئی تھی۔

تم آگئے خان بہادر؟ وہ جھوٹی ہوئی لولی۔
مارو... بھلا میں ان کو کچھوں میں خان بہادر کیسے

معلوم ہوئے ہو؟
معلوم ہوئے ہو، بیٹھ جاؤ اور میری بات سنو۔ اگر تم نے اس پر عمل نہ کیا تو میں دس دس کروڑوں کی بالکل دوسری کچھ کہہ کر بھی تو دیکھیں معلوم کر سکتا ہے کچھ کا۔ آپ اس وقت اپنے میں ہیں۔

میں ہر وقت اپنے میں رہتی ہوں اس لیے صاف نہیں کر دوں گی۔ مارو آج میری کو مارو۔ وہ آؤ گا تھا میری توں کر رہے۔ آپ اسے کسی گفٹانے میں بند کر کے میرے حواسے کر دیکھیں میں گھر لے جاؤں گا لگا کھوت دوں گا۔

بزدل، بکری کے بچے تم دس دس گٹ آؤ۔
اچھا سنتے ہیں ایک چٹا پٹا نا تو آؤ ہونڈ لالوں اور اسی طرح چپ کو نہیں ہے اس پر چھینک ماروں جیسے اندے۔
اندے کی مٹی کی مٹی۔ جو گنے کی مٹی کی مٹی میں مہب کے سامنے اسے لٹکا کر مارو۔

سکری نے ایک طویل سانس لی اور پھر بولنا: چاہتے ہیں ایک برتبان کاغذ نظر کروں۔
نہیں۔ برتبان کیا کوڑے؟

اب اس کے آدمی میری چٹنی برتبان کو آپ نہ لیں اعتقاد سے اسے برتبان میں رکھ دیکھو گے۔ آؤ... بزدل، لوسی دانت پس کر لولی۔
شہر ہے، دیکھو، اسے کیا ہو گیا ہے؟
نکسے؟
میری کو؟

میری اپنے آفس سے نکل کر مل میں آیا تھا اور اس کے دروازے کے قریب ہی کھڑا چاروں طرف غور تو ہوتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کے چہرے پر پریشانی کے آمد صاف پڑے جاسکتے تھے۔

جاؤ۔ لوسی دانت پس کر رہے تھی۔ لولی۔ مارو... دروازے میں مادی پھول گی۔ یہیں سب کے سامنے اسے ذلیل کر دو۔
شہر ہے، دیکھو وہ ای طرف نہ رہا ہے۔ سکری نے مضطر انداز میں کہا۔

میری مل کی کینز کے قریب پہنچ کر گر گیا تھا۔ لوسی نے بھی اسے غصے سے لگایا تھا۔ وہ سکری کو گھور رہا تھا۔
یہ کیوں ہے بی بی؟ اس نے سر دھپتے ہی پوچھا۔
ایہ... لوسی دانت پس کر لولی۔ میرا سکری ہے۔

میں اس سے کہہ رہی تھی۔
"ہی جان جناب۔ میں نے عرض کیا: سکری جلدی سے لولی پڑاؤ۔ تشریف کیسے نا۔
"اوپر تشریف لوسی غرضی۔ تم خاموش رہو۔ مجھے گھٹ گھو کرنے دو۔"

وہ بہت زیادہ نشے میں تھا جس میں جناب سکری پھر بولا۔
"اؤکے بچے تم خاموش نہیں رہو گے۔ مارو، میرا منہ کیا دیکھ سہ ہو۔ مارو۔
"ہے بی بی اس طرح خود مرمت مجھاؤ دروازے پر مجھو آج تم کو گھر بھجوانا پڑے گا۔"

اسے تمہاری حقیقت کیا ہے؟ لوسی توں کو کھڑی ہو گئی۔ میں تمہیں اپنے سکری سے پتاؤں گی۔ وہ آج تم پر اندے کی بجائے چٹا پٹا نا۔

مارو... مارو، اندے کے لیے خاموش رہتے آپ اتنے بڑے آدمی کی توہین کر رہی ہیں؟ سکری تقریباً دکر بولا۔
مارو کے بچے مارو اسے۔

"اسے جاؤ اسے فوراً یہاں سے لے جاؤ۔ میری بکری کو بھجوا کر کہا۔
"میرے سکری کو کچھ بھجواؤ تاہم اسے آؤکے بچے۔ لوسی جیتی۔

دھت میری نے اٹھا ہاتھ اس کے منہ پر رسید کر دیا اور وہ اس کی محبت دوسری طرف الٹ گئی۔
"یہ آپ نے کیا؟" سکری لوسی کی طرف جھپٹا ہوا ہوا۔
اب اسے بھی غصہ آ گیا تھا۔ لوسی خود ہی آؤکے کو کھڑی ہوئی تھی۔
اور اس کا لڑکھن میں ہو گیا تھا۔

تم اندے ہو؟ سکری غرضی کیا کہتی تھیں دکھائی نہیں دیتا کہ ملام نشے میں ہیں؟
"نشے کے بچہ جناب تم دونوں چپ چاپ کھک جاؤ، ورنہ یہاں سے زندہ نہ رہا سکو گے۔"

"میری اب میں نہیں ضرور ماروں گا۔
"ایہ... میری جیتی بھجوا کر دیا۔
"میں نہیں ماروں گا۔ تم نے مارا تو میں کی ہے۔
میری اس پر جھپٹ کر دیکھ سکری نے ہی میری بکری

ایک طرف۔ نہ کھلاٹنگ نکادی۔ میری اچھل کر نہ کے ہی دوا۔
جاؤ پھر سکری نے اسے اپنے کاٹنے کا منہ پیش دیا۔ دوسرے ہی لمحے... وہ اس کی پشت پر کھڑا تھا۔ دو تو بار دہاں پر اچھا اور دروازے کی طرف جھانگ لگائی۔ ساتھ ہی اس کے روتے اور سے ایک شعلہ بھی نکلا۔ گول ہال کے ایک بلب پر پڑی اور بزل تار کی ہو گیا۔

شروع ہل کا کیا پوچھنا۔ بالکل ایسا معلوم ہوا جیسے یا تو زمین جھٹ گئی ہو یا آسمان ٹوٹ پڑا ہو۔ اندر سے میں لوگ ایک دوسرے سے لڑکھن سنا رہے تھے۔
ان غیر متوقع قسم کے ذہنی خصلتوں کی بنا پر لوسی کا نشہ بالکل ہی زائل ہو چکا تھا۔ اس نے سوچا۔ اگر میری کے اکڑوں نے دروازے بند کر دیے تو شامت ہی آ جائے گی۔ وہ جانتی تھی کہ اس موقع پر میری کیسے کرے گی اسے اپنی دوستی پر مگر نہ یاد آئے گی۔ وہ اس قسم کا آدمی تھا کہ جھلاٹ میں اپنے باپ کو بھی قتل کر سکتا تھا۔

"اے، وہ گتیا لوسی یہیں ہے۔" اس نے اندر میرے میں میری کی غرابٹ سنی اور ٹھنڈا ٹھنڈا پسینا اس کے چہرے پھوٹ نکلا لیکن اس موقع پر بھی اس نے حاضر دماغی کی بابت

105

دیا۔ اُسے یاد آیا کہ بائیں جانب سرسبز پہرے دار سے لگا ہوا کھلے
 کاغذی پتھر کا کتبہ ہے جسے لوہے کی سلاخوں کے جال سے مسدود
 کر دیا گیا ہے۔ یہیں جہاں زمین سے تھریا تو یادیں اچھوٹا ہے۔
 وہ بہت تیز سی سے دیوار تک پہنچی اور اسی کے سہارے
 آگے بڑھی تھی۔ اس جگہ میں ابھی تک کہیں ٹھکانے کی کوئی
 بھی چیز نظر نہ آئی تھی۔
 وہ سلاخوں والے چھانک تک پہنچ گئی اور میرے زمین
 پر لپٹ کر اس کے نیچے سے نکلنے کی کوئی دشواری نہیں تھی۔
 گلی بھی تیار کیا پڑی تھی لیکن اس نے سر کی کانٹہ کرنے
 کے ہمارے ٹھیکوں ہی میں چلنا مناسب سمجھا۔ اُسے خوب غصہ آ
 رہا تھا۔ آخر اس نے وہاں اتنی زیادہ پی کیوں تھی۔ اگر پی تھی تو
 وہاں کو تو لوہے کی کھٹی۔
 اس کے لیے یہ پہلا موقع تھا جب وہ اس طرح بہک
 گئی تھی۔ اُسے ہماری کاغذی یاد اور وہ آگ ہو گئی۔
 پھر دیر بعد اس نے غصوں کی آواز کو گھیلنے کے جال میں
 الجھی ہی جا رہی ہے جس گلی میں بھی اس موقع پر مڑتی کہ وہ
 اسے شکر تک لے جانے لگی۔ اس کا اعتماد کسی دوسری گلی
 پر ہوتا۔ اسے پھر دائیں یا بائیں مڑنا پڑتا۔ اُسے کسی شہر
 کی گلیوں میں جھنکے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ وہ خائف بھی تھی
 اور الجھن میں بھی مبتلا ہو گئی تھی۔
 مگر اسے بچ کر نکل آئے پر اتنا اطمینان تھا کہ اس نے
 اپنے پیچھے قدموں کی آواز بھی نہیں سنی تھی۔ حالانکہ کوئی اس کا
 تفتاب اسی وقت سے کرتا رہا تھا جب وہ سلاخوں کے جال
 کے نیچے سے نکل کر گلی میں آئی تھی۔
 اچانک ایک بار اس کا ذہن ان آوازوں کی طرف متوجہ
 ہو گیا اور پھر اُسے خیال آیا کہ وہ تو قدموں کی آوازیں شاید
 بہت دیر سے سن رہی ہے۔
 غیر ارادی طور پر اس نے مدد کو دیکھا اور ٹھٹھا گئی۔ وہ
 اتنی بھی دیر نہیں تھی کہ اس آواز کو دیکھ کر... چونکہ نہ بڑی
 کمزور نہ وہاں گلیوں پر رشک کے مکانات کا باشندہ نہیں معلوم ہوتا
 تھا اور میری سہیلی کی لائین کی دھندلی روشنی میں بھی اس کا سیاہ
 سوٹ صاف نظر نہ آتا تھا۔
 وہی شکل ہی تھی کہ اُسے والے کی رفتار دیکھ کر اور تیز ہو گئی
 اور پھر وہاں کے قریب آ کر ٹک گیا۔ اس نے پیشانی پر جھکا
 ہوا اٹھ اور اٹھایا اور وہی ایک تیز زدہ سی آواز کے ساتھ

دو چار تیر پچھڑے گئی۔
 یہ کتنی ڈرہی تھا۔ اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ
 تھی لیکن انھیں چونک کر ہیرنٹ بیٹ کے گونسنے کی جھاڑوں میں
 اچھی چھٹی۔ اس لیے وہی اندازہ نہ کر پائی کہ اس مسکراہٹ
 کا مقصد کیا تھا۔ وہ مسکراہٹ اس کی بے بسی پر سرست کا بھار
 تھا یا اس مسکراہٹ میں خطر تھا۔ بہر حال کچھ بھی ہو زیادہ دیر
 تک اس کی سانس پر غور نہیں کیا جا سکتا تھا۔
 "چلتی رہتی ہے۔ فریدی نے آہستہ سے کہا۔ میرا خیال
 ہے کہ آپ ان گلیوں سے ناواقف ہیں۔
 "ہی... ہج... ہی ہاں،" لوسی بھلائی۔
 "میرے لیے بھی یہ گلیاں نئی ہیں مگر میرا خیال ہے کہ اگر
 ہم بائیں جانب والی گلی میں چلتے رہیں تو شاید سر کی کانٹہ چھائی۔
 میں اتفاقاً دوسرے گزرا تھا۔ اس طرح آپ کو باہر آتے
 دیکھا تو خواہ مخواہ حقیقت معلوم کرنے کو دل چاہا۔
 "میری ذات سے وہاں فساد ہو گیا تھا۔ میں نے بھی سنی تھی۔
 میں نے ہماری کوئی اچھلا کہا۔ وہ بھی نہ لپٹی پر آمادہ ہو گیا۔
 اس لیے میرے سگڑی نے اس کی چٹائی کر دی۔ وہ تہہ آٹھاس
 لیے وہ اس کے بعد وہاں نہیں رکا۔
 لوسی نے کڑک کڑا کر اس طرح وہ نکل جانے پر کامیاب
 ہو گئی تھی اور اس طرح خود اس نے اپنی جان بچائی تھی۔
 "مجھے آپ سے ہمدردی ہے۔ فریدی نے کہا لیکن لوسی
 نے اس کے لیے کھڑے کھڑے انداز کو کھینچ لیا۔
 وہ کچھ دور تک خاموشی سے چلتے رہے پھر لڑکی بھڑائی
 ہوئی آواز میں بولی۔
 "آپ میرے ڈر کی حرکت کے متعلق تحقیق کر رہے ہیں؟
 "جی ہاں۔"
 "مگر ان کا ہارٹ فیلوئر ہوا تھا۔
 "خمسک ہے ہارٹ فیلوئر کی بہت سی وجوہات ہوتی ہیں۔
 بہت سے زہرا لیے ہیں جن کی شناخت نامکن ہے اور ان کا
 رد عمل بھی ہارٹ فیلوئر کی شکل میں ظاہر ہو سکتا ہے۔
 بائیں جانب، میں جانتی ہوں۔ ڈیڑھ سی اتنی زیادہ
 پیتے تھے کہ شراب کی مقدار دل پر برا اثر ڈال سکے۔
 "میں سام کر رہی تھی بہت اچھی طرح واقف ہوں۔
 "آپ کیوں نہ جانتے گئے۔ لوسی غصہ سے کہنے لگی۔
 کیا کر رہی تھی حال میں کوئی شرکت نہ کرنا چاہتا تھا۔

آپ سے یہ سوال دوسری بار کر رہا ہوں۔
 میں ہر بار ہی عرض کروں گی کہ مجھے اس کا علم نہیں
 ہے۔ وہ مجھ سے کبھی اپنے کاروبار کے متعلق گفتگو نہیں
 کرتے تھے۔
 "ہوں کیوں کر گیک ایک اچھا انجینئر نہیں تھا کیوں؟
 "اٹھوس کہ وہ بہت کچھ تھے لیکن انہوں نے بچے
 کچھ بھی نہ دیا۔
 "کیوں؟ اس کی وارث تو آپ ہی ہیں۔
 "جی ہاں، مجھے خیالت اور شرمندگی در نہ میں ملی ہے۔
 "خیر جھوڑیے، ہاں تو، ہماری سے بگاڑ پیدا کرنے کا
 نتیجہ تو جانتی ہی ہوں گی۔
 "میں جانتی ہوں کہ ان کی رات میرے لیے خطرے سے
 خالی نہیں ہے۔
 "ایسا بھی کیا ہے فریدی نے ہم لیے میں بولا۔ آپ کو تہہ
 جھوڑا موت کے منہ میں جھوڑے کے ترافٹ ہو گا۔
 "میں نہیں سمجھتی۔
 "مطلب یہ ہے کہ آپ کی حفاظت کا انتظام کیا جائے
 گا۔ آپ مجھے ایک رپورٹ میری کے خلاف لکھ کر دے دیجیے،
 پھر میں سب کچھ کر لوں گا۔
 لوسی کچھ بولی پھر خود ہی دیر بعد اس نے کہا۔ "میری کار
 ویز رہ گئی ہے۔
 "اس کی فکر بھی مت کیجیے، وہ بھی آپ تک پہنچ جائے گی۔
 "میں ایک بڑے آدمی کی لڑکی ہوں۔ آخر آپ اتنی بھڑائی
 سے کیوں پیش آ رہے ہیں؟
 "میرے آدمی کی لڑکی ہونا برا نہیں ہے لیکن اگر بڑے
 آدمی کی لڑکی بھی بڑی ہونے کی کوشش کرے تو وہ اس بڑے
 آدمی سے بھی زیادہ بڑی ٹھہری جائے گی۔
 "اور میں حقیقتاً بڑی ہونے کی کوشش کر رہی ہوں۔
 یہ آپ جانتے، مجھے کوئی حق نہیں ہے کہ میں اس مسئلہ
 پر آپ کو کوئی رائے دے سکوں۔
 "لوسی کچھ بولی۔ اب وہ ہجرت شراب کی ضرورت محسوس کر
 رہی تھی۔ نہ جانے کبھی فریدی سے گفتگو کرتے وقت اس کی
 زبان لڑکھانے لگتی تھی اور وہ سوچ رہی تھی کہ وہ کسی ایک
 بڑا پیگ اس کمزوری پر تو بولنے میں مدد دے سکتا ہے۔

"فادر ہیکر پورٹ کے لیے جیے آپ کے گھر تک چلنا
 پڑے گا۔"
 "ہج... جی ہاں، مگر آپ اتنی تکلیف کریں گے؟
 "ہاں، یہ میرے فرائض میں داخل ہے۔"
 لوسی پھر خاموش ہو گئی۔ پہلے تو اسے ایسا معلوم ہو
 رہا تھا جیسے فریدی بات بات پر اس پر فخر کر رہا ہو لیکن پھر
 اسے اپنی غلط فہمی پر اندوس ہوا۔ جو سکتا ہے کہ اس کے ذہن
 میں بچے ہوئے چوری سے اسے سوچنے پر مجبور کیا ہو۔
 کچھ دیر بعد وہ ایک مرکز پر پہنچ گئی اور لوسی کو یہ
 دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہ اپنی کوئی سے زیادہ دور نہیں ہے۔
 "ہاں، آپ نے اپنے کسی سکریٹری کا ذکر کیا تھا۔"
 فریدی بولا۔ "دیکھا ہے۔"
 "پتا نہیں، میں نہیں کہہ سکتی کہ وہ نکل گیا یا وہ نہیں
 پھنس گیا۔"
 "یقیناً بڑے دل گردے کا آدمی ہو گا۔ فریدی نے
 کہا۔ "میرا خیال ہے کہ میری کے تدارک خاندن میں کسی قسم کا ہنگامہ
 برپا کرنا آسان کام نہیں ہے۔"
 "وہ ایک پراسرار آدمی ہے۔"
 "میں نہیں سمجھتا۔"
 "وہ عجیب و غریب حالات میں مجھے سے ملا تھا۔ لوسی نے
 کہا اور سکریٹری کی داستان پھیر دی۔ وہ اس طرح اس سے
 میری کے تدارک خاندن ہی میں ملا تھا اور اس طرح اس نے وہاں
 ہنگامہ برپا کر کے ایک بڑی رقم اڑائی تھی۔
 جب وہ خاموش ہوئی تو فریدی نے کہا "مجھے حیرت
 ہے کہ آپ نے اس پر کیسے اعتماد کر لیا۔"
 "وہ سارے روپے اب بھی میرے ہی پاس موجود
 ہیں اور وہ برابر تقاضا کرتا رہتا ہے کہ بقیہ روپے میری
 کو واپس سمجھا دیے جائیں۔"
 "یہ تو کوئی بات نہ ہوتی۔ اکثر افراد قسم کے لوگ اس
 سے بھی زیادہ بڑی قربانیاں پیش کرتے ہیں۔"
 "اب تو کچھ بھی ہو پتا نہیں کیوں میرے دل نے
 کہا تھا کہ اس پر اعتماد کر لو۔"
 وہ کوئی بھی داخل ہوئے۔
 نشست کے کمرے میں فریدی کو کچھ اور لوسی اپنی
 خواب گاہ میں آئی۔ یہاں سکریٹری موجود تھا۔



”اوہ... جرم پہنچ گئے، مگر تھوڑی دیر تو نہیں۔“
 ”وہ وہی رات تھی۔“ سکری نے بے پروائی سے بول دیا۔
 ”مگر یہ کیا گدھا جان ہے۔ تم میری خواب گاہ میں کیوں
 چلے آتے ہو؟“
 ”خواب گاہ میں اس لیے آتا ہوں ملازم رکھتا ہے کوئی
 نئی چیز ہاتھ آئے۔ اب دیکھیے، آپ صحت وہ بلب اور بندوں
 کی پلٹ ہی ہو چکی اور کئی عرصے اور میں نے ایک نیکی پر مشر بھی دیکھتے
 کر لیا۔ سو سکتے ہیں کہ اسی طرح میں وہاں بھی جا چکوں وہاں
 سے یہ بلب روشن ہوتا ہے۔“
 ”مگر کوئی فردی کا خیال ہے کہ تم فرار ہو۔“
 ”کیا مطلب؟“ سکری ایک ایک پوچھ کر پڑا۔ وہ دیر سے
 متعلق کیا جانے؟“
 ”میں نے بتایا تھا۔“
 ”یہ آپ نے اچھا نہیں کیا مارا۔ خیر اب آپ مجھے فوراً دوس
 میں کر دیجیے تاکہ میں آپ کے ساتھ کسی دم کا فائدہ نہ کر سکوں۔“
 ”مگر میں نے تو آپ کو کہا تھا کہ فرار ہو۔“ لوسی مسکرائی۔
 ”آپ بھی کہنے لگیں گی۔“
 ”لوسی بچ کر فرار ہوئی۔ اس نے میرے ساتھ گینگ پیڈ اور
 فلائین بن اٹھائے۔“
 ”کوئی فردی اسٹری میں موجود ہے۔ اس نے کہا میں
 اسے میری کے خلاف ایک رپورٹ دینے جارہی ہوں۔“
 ”یہ اس وقت کہاں سے چنگ پڑا؟“ سکری نے بول دیا۔
 ”کوئی نہ اسے اس کے متعلق بتاتے ہوئے کہا۔“ میں
 سوچتی ہوں کیوں نہ اسے اس بلب اور نیکی پر مشر کے متعلق
 بتا دوں۔“
 ”آپ مجھ سے زیادہ عقل مند ہیں۔“ سکری نے نمایاں
 نشانوں کو دیکھ کر بے پروائی سے کہا۔ ”جیسا آپ کا
 دل چاہے۔“
 ”تم بھی غلوں میں نہیں اس سے ملاؤں گی۔ اتنا شریف
 آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔“
 ”میں قلعی نہیں ملنا چاہتا۔ روز ایسے سیکڑوں شریف
 آدمی میری نظروں سے گزرتے رہتے ہیں۔“
 ”تب تو میں ہی کہوں گی کہ تم سچ فرار ہو۔“
 ”مجھے فوراً دوس مس کیجیے میں جا رہا ہوں۔“

”دوس کی کہ میری ہی جاکے ہو۔“ لوسی نے خفیہ لہجے
 میں کہا اور پھر چھٹی پر خواب گاہ سے نکل آئی۔
 ”خواب گاہ میں جاتے وقت وہ ایک ملازم سے کچھ لگی تھی
 کہ اسٹری میں دوس کی اور سڑا ہوا پینا دوسے جاساں اسٹری میں
 پہنچ کر اس سے دیکھا کہ وہاں اور کھانسی جوں کے توں رکھے
 ہوئے ہیں۔“
 ”اسے آپ لیں ہی بیٹھے ہوئے ہیں جناب؟“ لوسی نے
 حیرت سے کہا۔ یہ خانہ بے نگاہ ہے۔“
 ”میں شراب نہیں پیتا۔“
 ”نہیں۔ اس بار لوسی کے لیے میری حقیقت حیرت تھی۔
 ”جی ہاں۔ میں نہیں پیتا۔“
 ”اسے تقریباً تو مجھے بھی پتہ ہی ہوں گے۔“
 ”کبھی نہیں۔ اگر آپ راز نہ دیکھتے میں جلدی کر دیتا۔“
 ”اوہ! اچھا مگر مجھے مواظف کیجیے گا۔ میں شراب کے غیر
 ایک سطر بھی نہ لکھ سکوں گی۔“
 ”آپ پی سکتی ہیں؟“
 ”شکر ہے۔“
 ”لوسی نے کھانسی میں دوس کی انڈی، سائینس سے سوڈا
 لیا اور دو تین کپیاں لینے کے بعد قلم سنبھالی ہوئی لولی۔
 ”کیا کھادوں؟“
 ”جو آپ کا دل چاہے۔“ لوسی نے اس کی ضرورت سمجھ کر
 ”آپ کو دوسرے دوسے دوں گا۔“
 ”لوسی مجھے کچھ لائی۔“ فریدی نے فوراً اس کے چہرے
 کا اندازہ کر لیا۔ ”لوسی مجھے میں تو جانتی۔ اس کا ظہر تیری سے
 کاغذ پر چیل رہا تھا۔“ کبھی کبھی وہ ایک نیکی کے لیے رکھی جاتی
 تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے راتنگ پیڈ فریدی کی طرف
 بڑھادیا۔
 ”فریدی اسے بڑھتا رہا۔ اس کے بعد اس نے راتنگ
 پیڈ اپنے زانوؤں پر رکھے ہوئے ایک لولہ سائل اور پھر
 بولا: ”کیا حقیقت ہے کہ کوئی گناہ آدمی آپ کو فون پر لکھی ہوئی
 دینے کا مشورہ دیتا رہا ہے۔“
 ”جی... سچ... دیکھیے!“ لوسی پھر سکائی لکھی اس
 بار اس نے لولہ گلاس حلق میں اندل دیا۔ نتیجہ کے طور پر
 اسے بڑے بڑے منہ ضرور پلٹنے پڑے لیکن معویہ دیر
 بعد وہ محسوس کرنے لگی کہ اب وہ جھک ہو کر فریدی سے گفتگو

کر سکی۔
 ”کی کوئی گناہ آدمی حقیقتاً آپ کو دھمکیاں دیتا رہا ہے۔“
 ”جی ہاں!“
 ”لیکن آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا؟“
 ”میں معمولی تھی۔“
 ”کیا آپ کو شب ہے کہ وہ گناہ آدمی میری جی ہو گا؟“
 ”نہیں۔“ فریدی کو لکھا پڑی ہے۔ یہ تو میں نے اپنی رپورٹ
 میں زور پید کرنے کے لیے لکھا دیا ہے۔“
 ”میری سے کرنا کہ کیسے تعلقات تھے؟“
 ”میں نیکی کے ساتھ کچھ کہہ سکتی۔ ویسے میری جی کہتا
 ہے کہ فریدی اس کے دوست تھے۔“
 ”اسی لیے وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ آپ اس کے قمار خانے
 میں جائیں۔“
 ”جی ہاں!“
 ”کبھی ہاں دونوں نے شرکت میں کوئی نہیں کیا تھا؟“
 ”میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ فریدی مجھ سے اپنے بزنس
 کی باتیں نہیں کرتے تھے۔“
 ”اچھی بات ہے۔ میں دیکھوں گا لیکن آخر کوئی آپ سے
 عمارت کیوں غالی کرنا چاہتا ہے؟“
 ”مم... میں... میں مجھ کی... وہ پھر بھلائے گی اور اس
 نے دوسرا گلاس لبرز کیا۔“
 ”فریدی فوراً اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔
 ”آپ کچھ چھپانے کی کوشش کر رہی ہیں۔“ اس نے کچھ دیر
 بعد کہا لوسی دوسرا گلاس میں غالی کر چکی تھی۔
 ”نہیں تو۔ میں کچھ بھی نہیں چھپا رہی ہوں۔“
 ”اچھا کیا آپ مجھ سے عمارت کو دیکھنے کی اجازت دیں گی؟“
 ”کیوں؟“
 ”میں لولی ہی۔ لیکن ہے کہ اس سے پہلے ہی آپ کے والد
 کی موت پر کچھ روشنی پڑ سکے۔“
 ”میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دے سکتی۔“ لوسی نے کہا۔
 ”اسے یاد آگیا تھا کہ سکری شرمیل سے اس کی رفاقت کرتا
 رہا ہے۔ اگر سکری کی خیالی نہ ہوتا تو وہ فریدی کو اس کی اجازت
 دے دیتی۔“
 ”دیکھیے اس کی ایک دوسری صورت بھی ہے کہ اس کی عدالت
 سے تلاشی کا وارنٹ حاصل کر لوں۔“

”آپ یہ کر سکیں گے؟“
 ”مجبوراً، ورنہ میں تیرا ہوا دو مردوں کو پریشان کرنے
 کا ملواری نہیں ہوں۔“
 ”میں نے آپ سے کہا تھا کہ میری مدد کیجیے؟“
 ”میں افراد کی نہیں بلکہ قانون کی مدد کرنے کے لیے اس
 عہدے پر فائز کیا گیا ہوں۔“
 ”قانون کو میری کوئی سے کیا دوسری ہو سکتی ہے؟“
 ”دوسری کوئی نامعلوم آدمی کو ہو سکتی ہے۔“
 ”اس کی سے بھی مجھے دھمکی نہیں دی تھی۔ میں اس وقت
 نشے میں ہوں۔“
 ”آپ نشے میں ہرگز نہیں ہیں۔ آپ کو نشے کے حملے
 میں خودی کا مواضع ہے۔“
 ”مجھے بھی ہو، میں آپ کو کوئی کی تلاشی ہرگز نہیں لینے
 دوں گی۔“
 ”غیر ملایے۔“ فریدی نے بے پروائی سے کہا اور تھوڑے
 تو رفت کے ساتھ لولہ چلنے میں فون کر کے کہاں کے لیے
 کم از کم تین سو گناشیبل تو بلایا ہی لوں۔“
 ”شکر ہے۔“
 ”فون وہیں اسٹری میں تھا۔ فریدی نے کو توالی کے
 نمبر ڈال کے اور فون پر تین سو گناشیبل طلب کر لیے پھر
 وہ اس وقت تک وہیں بیٹھا رہا جب تک کہ تین سو گناشیبل
 وہاں نہیں پہنچ گئے۔ اس کے بعد وہ بڑے شرفاً نہ انداز میں
 رخصت ہو گیا۔“
 ”لوسی اپنی خواب گاہ میں واپس آئی جی جی کراس کے
 حلق سے ایک ٹھنڈی گھنٹی میں جھنجھکی کو دیکھ سانسے والی دلواری
 سے مینٹل میں قابض تھا اور دلواری باکل سیاٹ پڑی تھی۔
 وہ لوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگی۔ شاید اسے شبہ ہوا تھا کہ
 وہ کسی دوسرے کمرے میں آگئی ہے مگر وہ سو فیصد دوسری
 کمرہ تھا جس کے مینٹل میں اس کے ایک گوتے پر سرخ رنگ
 کا بلب نظر آیا اور تھوڑا سا مینٹل میں: ”وہ تھا کہاں؟“ اسے
 اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ کانپتے ہوئے قدموں
 سے آگے بڑھی اور دلواری کا جائزہ لیتی گئی۔ نہیں ہلکا سا نشان
 بھی نہیں دکھائی دیا جیسے اس دلواری پر کبھی مینٹل میں رہا ہی
 نہ ہو۔ وہ کچھ ایسے زور زدہ انداز میں کمرے سے نکل کر جاکر
 جیسے سچ وہاں کوئی صوت نظر آ گیا ہو۔“

وہ اسی طرح دھڑکی ہوئی زینوں تک آئی مگر پھر رک گئی۔
اس کا چہرہ پسینے کی قطعی ہوندوں سے ڈھکا ہوا تھا اور اس
تھکنے سے اس طرح خافج ہو رہی تھی جیسے تھکنے معمول سے
کچھ چھوٹے ہونے لگی ہوں۔ دل کی جھڑکی میں شوگر کی مار
رہی تھی۔ اس نے اپنے خشک ہونے سے بچنے کے لیے خشک اتارنا
پامائین کا میانی نہ تھوڑی۔

پھر سستہ آہستہ وہ خود پر قابو پائی گئی۔ رد مال سے
بچنے کے لیے خشک کیا۔ ملاؤ سے ستر تک کا ایک ٹکڑا کر
ایک سکرٹنگ سلگایا اور یہاں تھی وہیں کھڑی رہی۔

اسے زہری کا فائدہ دیا۔ اس نے کہا تھا کہ سام کیریگ
ایک اچھا کھنڈر نہیں تھا تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ڈیڑے اس
عمارت پر اپنی عمارت صحت کی ہر جگہ کوں مقصد ہو، لیکن آج
سے پہلے اسے اس بات کا علم نہیں تھا کہ ڈیڑے کھنڈر بھی
تھے۔ آخر اس عمارت سے کون سا راز وابستہ ہے۔ ڈیڑے اس
دیس میں ہیں لیکن خواب گاہ کی دیوار میں پوشہ و ٹھکانہ

پر اب بھی پینالٹیاں موصول ہوتے ہیں۔ یہ بھی ناممکن ہے کہ وہ
پینالٹیاں ڈیڑے کے لیے نہ ہوں مگر کیا پیغام بھیجنے والے کو
ان کی موت کا علم نہیں ہے مگر یہ کیسے ممکن ہے۔ ڈیڑے تو بہت
مشہور آدمی تھے۔ ان کی موت کی خبر سارے ملک کے اخبارات

میں شائع ہوئی تھی لہذا وہ پیغام یا تو کسی دوسرے ملک سے
موصول ہوا تھا۔ یا پھر... لیکن اس کے علاوہ اور کوئی حال
بات نہیں ہو سکتی۔ یقیناً وہ پیغام کسی دوسرے ملک سے آیا
تھا مگر اس کا مطلب کیا تھا۔ پیغام کبھی تو تھا کہ کشمیر میں
تھی کسی چیز میں سرور قری نہیں ہے۔ تین ہزار دو سو عدد کوں
سی بلایں ہیں جو نکالی گئی ہیں۔

لوی سوچتی رہی اور سرگرمی کے کش پکڑ لیتی رہی۔
وہ خیالات میں اس حد تک کھنڈی ہو گئی کہ کسی جگہ مگر وہ گئی۔ دفعتاً
اس نے خواب گاہ کے دروازے پر ہلکے دھوئیں کے منہ سے
نکلے دیکھے۔ ایک بار پھر اس کا دل بہت زور سے دھڑکا مگر
پھر اس طرح سکت ہو گیا جیسے ڈوبنے کو کنارہ مل گیا ہو مگر
خواب گاہ سے سکڑی برآمد ہوا تھا اور اس کے ہونٹوں میں
سکرٹنگ دبا ہوا تھا۔

لوی ایسا اجری ہوٹا جیسے کراسے گھونٹنے لگی۔
”اودہ مادام۔ وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

”تم کہیں تھے؟“ لوی نے سر دھبے میں پوچھا۔

”پچھلی گھڑی سے نیچے چلا گیا تھا۔“

”نچھ اندر دفعتاً کا یہ طریقہ بالکل پسند نہیں ہے۔“ لوی

جھلائی۔

”آپ دیکھ رہی ہیں مختصر مدد میں اپنی نوچیں میری

تلاش میں چھوڑنا یا ہوں۔ لہذا لے لو گول سے چھپ کر

یہاں تکا پڑا تھا۔ میں اپنی اصل شکل میں اب آپ کے علاوہ

اور کسی کے سامنے نہیں آنا چاہتا تھا۔“

لوی چند لمحوں کے گھومنے پر یاد پھر لوہی۔ چلو۔ سکرے

میں۔۔۔ وہیں چلو۔“

”چلے تمام۔ وہ موڈ باز انداز میں ایک طرف ہٹ کر اسے

راستہ دیتا ہوا ہوا۔“

لوی آگے بڑھی اور وہ اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوا۔

لوی میری طرح منٹیل پس کی طرف گئی۔ منٹیل پس

دیوار پر چھوڑ دیا۔ وہ سکڑی کی طرف مڑی۔

”تم چھوٹے ہو۔ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔“

”نہیں اپنے لیے یہ جلد پڑی تھیں سن رہے ہوں؟“

”گو تم نے ذرا برابر بھی جھوٹ بولا تو میری طرح خبر لوں

گی۔ بناؤ تم کہاں تھے؟“

”میں نیچے تھا۔“

”جب تم نیچے گئے تھے تو یہ منٹیل میں کہاں تھا؟“

”ایک اسکرٹنگ میں تھیں پھر انکو بولا۔ منٹیل پس کہاں

تھا؟“ وہ اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے وہی کا داغ چسل

گیا ہو۔

”ماں منٹیل میں، میں ابھی کچھ دیر پہلے یہاں آئی تھی

تو یہ کو تو نہیں تھا۔“

”آپ کو یقین ہے کہ آپ نے ابھی طرح دیکھا تھا؟“

”نہیں یقین ہے۔“

”تب تو مختصر مدد میں فوراً دس من کر دیجیے۔ میں اب اس

عمارت میں قدم نہیں رکھوں گا۔ آف تو کہ جس جگہ میں بیٹھیں

گیا۔ نہیں مجھے آپ کی ملازمت نہیں ہو سکتی۔“

”تم فراڈ ہو۔“

”یہاں پہلے ہی کہہ رہی ہیں۔“

”تم وہی آدمی ہو جو مجھے کٹر فن پر کوٹلی خالی کر دینے کا

مشورہ دیتا رہا ہے؟“

”یہ دوسری ہوئی۔ میں تو بے گھر ہو گیا مختصر مدد۔“

”یہ تو تم کوں ہو؟“

”میں آپ کا پرائیویٹ سکڑی ہوں مختصر۔“

”میں ابھی تھیں لوئیس کے پردے کی دیتی ہوں۔“

”لیکن اس سے پہلے آپ کو مجھے دس من کرنا پڑے گا۔“

اور جب میں آپ کا ملازم نہ رہوں گا تو پھر مجھے آپ کا گھر گشت

ہونے سے کون روک سکے گا؟“

”میرا وقت برباد نہ کرو۔ لوی نے خشک ہلے میں کہا۔

”میں تھیں صحت پانچ منٹ دیتی ہوں۔ یہ تین منٹ کا منٹیل

موجود ہیں جنہیں کرل فریڈریک نے صحت کے لیے چھوڑ دیا ہے۔“

”نہیں یقین نہیں کر سکتا؟“

”مختصر مدد میں انہیں بتیں بڑے لیتی ہوں۔ لوی نے

گھنٹی کے تین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”میری کسی تو سنیں۔ سکڑی اس کے اور تیر کے درمیان

آنا ہوا بولا۔ آپ نے اچھا نہیں کیا جو کاشیبل کو یہاں بلوایا ہے

آپ چھپتا نہیں گئی۔“

”تمہاری ملا سے، شہزادہ کی طرف۔ لوی نے جھلا کر کہا

لیکن سکڑی یہاں تھا دین رہا اور اس طرح اس نے اسے

گھنٹی کا تین دہانے سے روک دیا۔

”آپ کا موڈ بہت زیادہ خراب معلوم ہوتا ہے۔ کیا میں

آپ کے لیے وہ کسی اندھ لوں؟“

”نہیں، میں تم سامنے سے ہٹ جاؤ۔ میں کاشیبل کو

یہاں بلانا چاہتی ہوں۔“

”مختصر بلائیے۔ سکڑی نے بے پروائی سے کہا اور ایک

طرف ہٹ گیا مگر لوی کا ہاتھ اس کے باوجود بھی گھنٹی کے تین

تک نہ پہنچ سکا۔

”چلیے۔ ادبائے ناہن، میں اب آپ سے دم کی جھیک

زناگوں گا۔“

لوی نے ہاتھ کھینچ لیا۔

”ماں، بولویے پھر آپ کی بات میں جسے دس من کر دیں

گی یا نہیں؟“

”نہیں۔ لوی کچھ سوچتی ہوئی لولی۔ جہم میں جاؤ۔“

”حقیقتاً وہ جہم ہی تھا۔ کسی گری تھی میرے خدا۔“

”کہاں؟“

”جہم میں اور جہم ہی مگر سے کچھ ہے۔ میں نیچے گیا

تھا مختصر مدد۔ یقین کیجیے۔ سکڑی مگر بارہا۔“

”کیا مطلب؟“

”اس مگر سے کچھ ہے، ایک آپ میرے ساتھ بیٹھیں گی۔“

”جو اس صحت کو۔ خشک خشک بناؤ کیا کر رہے ہو؟“

”آپ ادھر مگر سے کھڑی ہو جائیے۔ سکڑی نے عجبیدگی

سے کہا۔ یہ منٹیل پس ابھی تک میری غائب ہو جانے کا۔“

لوی غیر ارادی طور پر دوسری طرف مڑی۔ ساتھ ہی اس

نے ایک ہلکا سا کھانسا۔

”دیکھیے... ادھر دیکھیے۔ سکڑی نے کہا۔

لوی مضطربانہ انداز میں مڑی۔ منٹیل پس کچھ نہ تھا

اور اب ابھی مہری کے نیچے تھا۔“

”مہری کے نیچے تھا۔ پانچ منٹ میں اور تین منٹ چھری تھا

فرش پر نظر کرنے لگی تھی۔ یہ علائکہ ایک نہیں تھا بلکہ اس میں لگی

روشنی بھی موجود تھی۔“

”اب دیکھیے میں نیچے جا رہی ہوں آپ کا دل چاہے تو آپ

بھی آئیے۔ بڑی صاف ستھری جگہ ہے مگر گری خدا کی پناہ سکڑی

نے کہا اور مہری کے نیچے دیکھا گیا۔ لوی دروازے کی طرف چھٹی۔

دروازہ بند کرنے کے بعد اس نے عجب کھڑکی بھی بند کی اور مہری

کے نیچے دیکھا۔“

”غلاب ابھی طرح روشن ہو گئی تھی اور لوی کوڑی سے

”ماں نظر آ رہے تھے جو نہ معلوم کتنی گہرائی میں چلے گئے تھے۔“

”سکڑی؟“ اس نے آواز دی۔

”آجائے۔ آجائے۔ نیچے سے ایسی ہی آواز آئی جیسے

کوئی کوئی میں بول رہا ہو۔“

لوی زین پر اتر گئی پھر بائیں ستر میں ملنے کرنے کے

بعد اس کے پیر فرش سے لگے۔ وہ ایک کافی کشادہ خانے میں

تھی اور سکڑی اس کے قریب ہی کھڑا تھا۔

”کیا میں نے چھوڑا تھا؟“

”مگر تم نے یہ راستہ کیسے بنایا؟“

”یہ اس وقت بتاؤں گا جب آپ مجھے بتائی خواہ دیں گی۔“

لوی کچھ نہ بولی۔ وہ مختصر آمیز نظروں سے چاروں طرف

دیکھ رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے اس نے غصے کی

دیواریں مل رہی تھیں۔“

فرش صاف ستھرا تھا۔ دیواروں پر مکڑیوں کے جالے

نہیں تھے اور نہ یہاں ایسی بولہ بیٹھوس ہو رہی تھی جیسی عوام

تہ عاتقوں میں گو خنکارتی ہے۔
 وسط میں ایک تیز بڑی ہوتی تھی اور دو کرسیاں تھیں۔
 میز خالی تھی۔
 دفعتہ سکرٹری کے ملحق سے عیب کی آواز نکلتی بلکہ بھرپور
 بولتی تھی تو میں کہہ رہا تھا کہ جہاں برق ٹیپ بھی موجود ہو وہاں
 پنکھے کی غیر موجودگی کا منی ہو سکتی ہے؟
 کیا مطلب؟
 یہاں پنکھا بھی موجود ہے۔ وہ دیکھیے دو لوار میں ایک
 گول سا سوراخ نظر آ رہا ہے۔ اس کے اندر پنکھا ہے۔ میرا
 خیال ہے کہ اس میز پر بڑی اچھی ہوا چلتی ہوگی۔
 سوراخ کا قطر ڈیڑھ فٹ سے کسی طرح کم نہ رہا ہوگا۔
 سکرٹری نے اس کے قریب پہنچ کر آخر کار اس کا سوچ کر تاش
 کر لیا۔
 اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے پنکھا تیزی سے گردش کر رہا ہوا
 سوراخ سے تقریباً ایک ہشت باہر آگیا۔ حقیقتاً تیز بہت
 تیز ہوا تھی۔ تو کی کوئی بری چیز تھی؟
 "میں سمجھتا ہوں وہ دوسری کرسی کی طرف اشارہ کر کے مکرانی۔
 دیکھو یہ سکرٹری ہی بیٹھ گیا۔
 اب بتاؤ کہ میں آپ کی سکرٹری ہوں؟
 "میں میری شادی کرنا چاہتی ہوں۔ سکرٹری نے مختصر آواز
 میں کہا: اس سے زیادہ جیسا کہ میں نے یہاں سے لیا اور کوئی نہیں
 ہو سکتی۔
 "لوئی ہنسن گئی۔ وہ اب بھی انکھیں میا رہے ہمارے طرف
 دیکھتے جا رہی تھی۔
 "میں نہیں سمجھتی کہ یہ سب کیا ہے؟ اس نے کہا۔
 "میرے خیال سے یہاں تک تو مجھے کچھ بھی نہیں ہے مینٹل
 پیس کے سرخ لیب اور متحرک ہندسوں کا سوا کچھ بھی تک مل
 نہیں ہو سکتا۔
 "تم مجھے یہ بتاؤ کہ اس دن میں پٹر پر جو جیسا آیا
 تھا اس کا کیا مطلب تھا؟
 "مطلب یہ کہ اس نے یہاں سے سکرٹری کو سوتا ہوا
 نوا۔ لیکن وہ بیجا تھا کسی کے لیے۔ کیا یہ کام بھیجے والے کو کچھ
 کر کے کی اطلاع نہ ملی ہوگی؟
 "میں جیسا کہ میں نے یہاں سے لوئی نے کہا۔
 "میں جیسا کہ پہلے جب آپ اسٹیڈی میں تھی تب تک ایک

پہنچا ہوا ہوا ہے۔ سکرٹری نے کہا اور جیب سے ایک
 پتہ نکال کر اس کی طرف بڑھادی جس پر غور تھا۔ راستہ صاف
 ہے۔ یا سب بولنے لگا۔
 "میرے خدا پر سب ایک کو دے رہے ہیں وہ بڑی؟
 "لاش میں اس سے ملا ہوتا؟ سکرٹری نے تندی سے پوچھا۔
 "مل کر کرتے؟
 "ال کی شادی کرنا؟
 "میں تم پر بڑے آوی ہو جاتے؟
 "تو میں اچھا کر ہوں؟
 "میں نہیں جانتی تھی۔ تو نے سکرٹری کو کہہ کر اور اس کے
 ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔
 "اسے آپ سے۔ سکرٹری نے اس طرح اپنا ہاتھ کھینچا
 جیسے کچھ نہ دیکھا ہو۔
 "گدھے؟
 "جی ہاں۔
 "تم پہلے مرد پر چڑھ کر سنے کی ہیں؟ تو ایسا ہے؟
 "سے بول۔
 "مجھے شرم آتی ہے۔ سکرٹری نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے
 ہوئے کہا: فوراً دوسری سکرٹری کے لیے فوراً۔
 "میں تمہیں مار دوں گی۔ میرا ہاتھ سناؤ۔ تو کوئی غصہ آگیا۔
 "مجھے مار ڈالو۔ لیکن خدا پر اسے نہ کیجئے۔ میرے باپ
 کو جوانی میں ایک بڑی نے پسند کیا تھا۔ وہ زندہ زندگی بھر تک
 کی طرح اس سے چھڑا رہی۔ باپ نے کنوین میں چھٹا لنگ
 لگائی۔ وہ بھی اسی کے ساتھ کود گئی۔ دونوں نکالے گئے۔
 وہ زندہ تھا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج آپ مجھے پسند کر رہی
 ہیں۔ اب پہلی ہی تہا پر مجھے ایک کھانا کھانا پانے کے گا۔
 "ششاپ۔
 "اسٹریڈ کی بیٹی؟ ان کا حیدر وادہ میں کمرہ ہوتا۔
 "غلط بات ہے۔ میں نے اسے سنا تھا۔ یہ غیر جواب دیا۔
 کاغذات میں بھی ہوتی تھی جو اسے فریڈ سے ملے تھے۔ یہی
 پینل سے ملے تھے کہ کاغذات تھے جو نگار پٹر کے مختصر
 کے سامان سے ملے ہوئے تھے۔ اب تل ان پر اپنی ذہنی قوت
 صرف کر رہی تھی اور وہ ایک خیال تھا کہ وہ پائل ہو جائے گی۔
 "اور میں تیری شامت آتی ہے کیا؟"

"ایک ہر قوم کے لباس شامت ہی میں کرنا نزل ہوئے ہیں
 مجھ پر لہذا اس کی کوئی فکر نہیں ہے۔"
 "اس دیکھ کر کیا ہوا تھا اس کا ایک آپ کرنے کے بعد ہی
 نے فوراً ہی یہاں سے اپنے لئے نکال لیا تھا۔
 "اوہ بابا۔۔۔ فرسٹ۔ میں کیا بتاؤں کہ وہ ہوش میں
 آنے پر کتنا تیز ہو رہا تھا۔ انکھوں نے اسے اٹھا کر اپنے کے سامنے
 کھڑا کر دیا اور وہ اپنی شکل دیکھ کر ہنسا ہوا گیا۔ میں سچ کہتی ہوں
 ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ گونا گونا ہو گیا ہو پھر انکھوں کے پہلو
 میں کھڑے ہو کر بولے۔ میری داہنی جیب میں پستول ہے اور
 اس کی نال تہا ہی بائیں پستول ہے۔ پھر رہی ہے۔ میں اس
 طرح میرے ساتھ چلتا پڑے گا۔ اگر تم نے ذرا برابر بھی لاہر
 آدھر پہنے کی کوشش کی تو میں بے درینہ زور مار دوں گا۔
 اگر میں نہیں شام کا پیر بھی گولی مار دوں تو مجھے کوئی ٹوکنے
 والا نہیں ہوگا۔ دیکھو میں نے تم پر یہ احسان کیا ہے کہ تمہارے
 ہتھکڑیاں لگا کر یہاں سے نہیں لے جا رہا ہوں۔ میں سنا تھا
 ہوں کہ چھوڑی لگا کر لے جانا تہا ہی موت ہی کا پینام
 ثابت ہوگا۔ بس بابا۔ وہ چپ چاپ انکھوں کے ساتھ چلتے لگا
 تھا مگر انکھوں نے مجھے نہیں بتایا کہ وہ ملے کہاں اور کیوں
 لے گئے تھے۔"
 "میں گوجی۔ حیدر مرزا کہہ لولا۔
 "کیا تم مجھے؟
 "دورہ پڑا ہے۔
 "کیا دورہ؟
 "سال میں کم از کم ایک بار ضرور پڑتا ہے۔
 "بابا! بتاؤ گے ڈھنگ سے یا میں کوئی اور طریقہ
 اختیار کروں؟"
 "پچھلے سال" حیدر تندی سانس لے کر لولا۔ وہ اسی
 طرح ایک مزدور کی طرح لہٹا رہے تھے۔ پہلے تو مارکر اس کا ہر گس
 نکال دیا پھر بوسے سے غسل دیا اور ایک بہترین ساموٹ
 پہنا دیا اور کسی بولے آوی کا ایک آپ کرنے لگے مزدور
 بے چارہ جس کی زندگی کی وجہ سے پائل ہوا جا رہا تھا جب
 اسے ایک بولے کی شکل میں تبدیل کر کے توڑے پانے سے
 بولے "صاف جان" اور وہ بے چارہ دباؤ میں مارا مار کر روئے
 لگا۔ آپ نے پھر فرمایا خاموش رہو تم میرے بڑے صحابی
 ہو۔ یاد کرو تم ہائی کی تڑائی میں دیکھیں کا شکر کیا کرتے تھے

وہ بے چارہ سر پریش کر لولا۔ سر کا میرا مانجمن ہے۔ میرے باپ
 نے مجھے بھی دیکھا کا شکر نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کچھ اس
 تم میرے صحابی ہو اور تمہارا نام فرما کر چل فرما رہے۔ وہ پچھڑی
 کھاتے لگا اور اپنے تہا کو کوسنے لگا اور کہنے لگا کہ آج صبح
 ہی منگل کی مال کا ٹرک دیکھا تھا۔ وہ ٹرک ایسی ہی خوش ہے۔
 اس پر آپ نے در چار چار چار فرمایا۔ گستاخ ہاری جانج
 محترم کی تو میں کرتا ہے۔ اس پر تو وہ بے چارہ پائل ہو گیا۔
 پہلے تو کچھ دیر تک حلق میا کر دباؤ تار با پھر بے ہوش ہو۔
 کر پڑا۔
 "تم مجھ سے ہو رہا ہے۔ نظم پہنچنے لگی۔ انکھوں نے پراپیسی
 ہی باتیں کر دی تھیں۔
 "اوہ! تم جھوٹ بھتی ہو؟
 "پچھلے ہی خیر ماناؤ بابا۔ تم اور دوسرے جگہ پھر رہے
 ہو۔ انکھوں کا خیال ہے کہ وہ اب نہیں اپنی اچھی نہیں رہیں
 گے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ مجھے میں جگہ دلوانے لگے۔
 "اچھی بات ہے۔ میں جانی میں بڑی بیٹی کا داغ بھی
 سہ لوں گا۔ حیدر تندی سانس لے کر اس پر پٹے میں کہا۔
 "انکھوں کا خیال ہے کہ تم کا چار بڑوں اور نکلتے ہوئے
 جا رہے ہو۔
 "انکھوں کی گریٹ کا خیال بالکل درست ہے۔ اب میں
 فارورڈ لگ اور کمرنگ کا کارڈ مار کر دوں گا۔ تم یہی دیکھو۔ مجھے
 اس ملازمت سے کیا فائدہ ہوا ہے۔ میرے پاس میری بیٹی کا بھی
 کچھ نہیں ہے۔
 "مگر انکھوں نے کس بات سے روکتے ہیں بابا میرا خیال
 ہے کہ ان کی ساری چیزیں تہا ہی ہیں؟
 "دیکھو کہ یہ کین مجھے لور کیوں کرتے ہیں؟
 "وہ کیا لور کرتے ہیں؟
 "کیا لوریت نہیں ہے؟ حیدر نے ان کاغذات کی طرف
 اشارہ کیا۔ جو تل کے سامنے میز پر پکھے ہوئے تھے۔
 "ان میں کوئی نہ کوئی خاص بات ضرور ہے بابا۔ میرا دل
 کہتا ہے۔
 "اگر مجھے کہتے تہا رادل تو میں اس کے پتھر پرید کروں
 یہی غیبت ہے کہ وہ موت تم سے کہتا ہے۔
 "نیل منکر اور کچھ کاغذات کی طرف توجہ ہو گئی۔
 "اچھا سناؤ کیا پڑھ رہی ہو؟ حیدر نے کہا۔

”سنو، میں بہت اُداس ہوں، بہت اُداس ہوں۔ صبح سے ہوا میں سمجھاری بن سا مٹھو جا رہا ہے۔ یہ اُداسی میرے رگ و پے میں سرایت کر چکی جا رہی ہے۔ پتا نہیں یہ کس قسم کا اثر ہے یا رات والے واقعات پر مجھ پر کیا اثر ہے یا یہ صبح پر رہی ہیں۔ رات اس نے میرا دل تو خرد کیا ہے مگر پتا نہیں کتنی بڑی بات تھی۔ اس کا کیا بجز ناگرمی کا تھی یا نہت ماں لیتی؟“

”بس بس بند کرو۔“ حمید غصیل آواز میں بولا۔ اسی لیے تم ان کا غزلت میں کھوئی رہتی ہو۔ غزلت ہے تو پر ہارے اس بکواس میں کیا رکھا ہے۔ تجھ میں ہیں کاتو یہ غشتی خیز وری انسان کے کس جذبے کی تسکین کر چکی ہیں۔ مجھے تو ہمیشہ ان پر غصہ آتا ہے۔“

وہ اچھی کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا لیکن ٹھیکہ سی وقت فریڈی کے سے ہی داخل ہوا۔ اس کے سم پر شب تو خفا کا لال تھا مگر اس کی آنکھوں سے یہیں معلوم ہوتا تھا کہ کڑوا اٹھا ہے۔

”نیل، رابرٹ؟“ اس نے سلم کی طرف دیکھ کر کہا۔ حمید کی جانب تو جھپک نہ دی۔

”میں، انفلوینزا پھیل رات میں نے ان کا مقابلہ مسلم کر کے کے مکان تک کیا تھا۔ مکان کی پشت پر اتر کر ایک جانب ایک چھوٹی سی عمارت اور بھی ہے لیکن اس کے قریب کافی اونچی گھنٹی جھانڈیاں ہیں اور بارش کی آنکھ میں یہیں معلوم ہوتا تھا وہ کوئی عمارت ہوگی کیونکہ اس کی چھت ملن جھانڈیوں سے بھی نیچی ہے لیکن وہ ایک چھوٹی سی عمارت ہے جس کا دروازہ کم از کم اسی طرح محسوس ہوتا ہے۔ بہر حال وہ لوگ اسی عمارت میں گئے تھے۔ میرا دل تو چاہ رہا تھا کہ میں اندر جا کر دیکھوں لیکن آپ کی ہدایات کے مطابق مجھے خود کو قابو میں رکھنا پڑا۔“

”ان کی تعداد کیا تھی؟“

”اکھڑے، جب کار میں بیٹھتے تھے تو ان کے چہرے پر نقاب نہیں تھے لیکن جب وہ اس عمارت میں داخل ہوئے گئے تھے تو ان کے چہروں پر نقابیں نظر آئی تھیں۔“

”انہی سے میں تم نے نقابیں کیسے دیکھ لی تھیں؟“

”اس عمارت کی کھڑکیوں کے درختی باجر تو ہی تھی۔“

”عمارت میں درختی پیسلے ہی سے؟“ فریڈی نے پوچھا۔

”ہیرا خیال ہے کہ پیسلے ہی سے تھی بلکہ وہاں کافی وجوہ تھا۔“

”ہیری تھا اللہ سے؟“

”جی ہاں!“

تم کب تک وہاں ٹھہری تھیں؟
 "ان کے واسطے آئے تھے یہی میں نے پھر قنات شروع کر دیا
 تھا اور تھکا رہا تھا۔ ایک آئی تھی؟
 "وہ کتنی دروازہ دروازہ رہتے تھے؟
 "ڈیڑ گھنٹے تک۔
 "وہ ایسی پران کی تھوڑی سی تھی؟
 "وہی آٹھ۔
 "ان میں سے کوئی رشتہ عمارت کی طرف بھی گیا تھا؟
 "یہی نہیں، کوئی بھی نہیں۔
 "تھیں یعنی یہ؟
 "یہی بل رہے تھیں۔ یہ۔ میں ایسی جگہ پر کھڑی تھی وہاں
 سے ایک بلی پر بھی نظر نہ کر سکتی تھی۔
 "گڑ۔ یہ سب تم بہت ہی جا رہی ہو مگر اس عمارت کے
 متعلق تم نے سارا کیا معلوم کیا؟
 "اور تو کچھ بھی نہیں۔
 "وہ عمارت سام کو گیسٹے کو لانے پر دے رکھی تھی۔
 "تم نے دراصل اس عمارت کے پہلے حصے کو دیکھا ہے۔ وہ
 بیٹنا اونچی عمارتوں میں چھپا ہوا ہے لیکن یہ مت سمجھنا کہ وہ
 عجائز اس عمارت کو چھپانے ہی کے لیے لگائی گئی ہو گی۔
 "پھر؟"
 "سنو انہیں چاہیے تھا کہ آج جا کر اس عمارت کے متعلق
 معلومات حاصل کرتیں۔ کیا اس چیز نے بھی تمہارے
 چہرے پر خوش کو نہیں سمجھا کہ ان لوگوں نے عمارت میں داخل ہونے
 سے پہلے اپنے چہرے ناقابلِ پس چھپا لیے تھے۔
 "پھر اس عمارت کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی فکر
 تم کی طرح نہ کہ اپنے اس کے متعلق کوئی ہدایت نہیں دی تھی
 میں نے۔۔۔
 "اوہ! اس سے کیا فرق پڑے۔ بہر حال، اندوخیل
 گناہ تم میں خود مختاری بھی ہونی چاہیے۔ اس کے بغیر تم اس
 سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکو گی۔
 "بہت بہتر میں اندوخیل رکھوں گی۔
 "اس عمارت کا صدر دروازہ سرکاری طرف سے بند کر دیا
 سائن بورڈ موجود ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ عمارت
 اب موٹر سائیکل کا گھر ہے۔"

۱۰ وہ ہیکس بولیں جیسا ایسے لوگ جو نقاب پوش تھے عسبی
دروازے سے داخل ہوتے ہیں۔
”ہاں، بس آج رات کو آخری کھیل ہو گا بے بی تیار رہنا۔“
فریدی نے کہا اور حمید کی طرف دیکھ کر غصے سے چاٹ گیا۔
”کیوں بابا، اکل تم سے نادم ہیں۔“
”میں، نادم ہی ہوں گے تو میں ان کا کیا لگاڑوں گا۔“
تم اس کی فکر میں نہ پڑو بے بی۔ میرا خیال ہے۔ خیر شاؤ۔“
”کہو... کہو، کیا کہنا چاہتے ہو؟“
”کچھ بھی نہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آخری کھیل واقعی
ولپس ہو گا۔“
”یہ مطلب؟“ نیلم اُسے گھورتی ہوئی بولی۔
”آخری کھیل مطلب یہ ہے کہ وہ چارہ فیس ضرور گھر آئی
اور فارار اور اسٹولن کی پیاس بجھ جائے گی۔ یہ حضرت مجھے نظر انداز
کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ خیر۔۔۔“
”بابا، تم غصے میں معلوم ہوتے ہو؟“
”یہی تو مصیبت ہے کہ مجھے غصہ نہیں آتا اور نہ اپنے پیٹ
میں جھرا مار کر آئیں باہر نکال لوں۔“
نیلم ہنسنے لگی اور کچھ دیر بعد حمید باہر نکل گیا۔
نیلم شاؤ ایک ان کاغذات میں سرکھپائی دی ہی لیکن کچھ بھی
پلے نہ پڑا لیکن وہ فریدی پر اندھا اعتماد رکھتی تھی اس لیے
یہ نہ سوچ سکی کہ وہ تحریریں کوئی پوشیدہ مضمون نہیں رکھیں۔
تقریباً نو بجے رات کو فریدی نے اپنے کمرے سے فون پر اُسے
غماٹ لیا۔
”کیوں بے بی تم اتنی دیر میں تیار ہو جاؤ گی۔“
”بہت جلد اکل، مجھے کیا کرنا ہو گا؟“
”ایسے لباس میں چلو جو تھیں تیز دوڑنے سے باز نہ رکھ سکے۔“
”اوہ!“
”ہاں، یہ ہم تمہاری پسند کے مطابق ہو گی۔“
”اور بابا؟“
”وہ ہے کہاں؟“
”پتا نہیں۔“
”پھر اُسے جتنی میں جھونکو۔ وہ آج کل کام کرنے کے موڈ
میں نہیں ہے شاید مجھے نیوٹری آؤ پیس نہ لیں لیکن اس
کی بعض خوبیاں، اخیر غم جلدی سے تیار ہو جاؤ۔“
دوسری طرف سے سلسلہ منتقل ہو گیا اور نیلم لباس

تبدیل کرنے لگی۔ اس نے ٹیکٹ اور بیٹلون کا انتخاب کیا تھا۔
 راج کی قوت وہ دو باج کا راؤ کی استول رکھنا نہیں
 قبولی تھی۔ ایک سیکی ان دونوں کو جیتیم پارک منک سے کافی۔
 وہ ان کو ایک پک پک سے پلٹے ٹیکسی کا راؤ کیا چاکا تھا۔
 کیا ہیں یہیں منک اور آٹا، نیلم سے جرتے کہا۔
 نہیں، یہاں میں ایک پیغام کا انتظار کروں گا فریدی
 سے جواب دیا۔
 وہ ایک دریاں گوشے میں پہنچ چکے تھے فریدی نے
 ایک چھوٹا سا سفری ٹرانسپورٹ نکالا جس کے قتلین وہ اسے پہلے
 ہی بتا چکا تھا کہ اس کا راؤ مل کر نام سبیل سے اور اس میں
 ٹارگٹ کی موتی بیٹریاں، استول ہوتی ہیں۔
 امر سنگھ... امر سنگھ... اس نے اپنے ایک اسٹنڈر کا
 تانام اور پھر بولا: تم اس وقت کہاں ہو، جیک... اوہ... کسی
 کو قتل کرو یا... تمہیں یقین ہے... مگر... نہیں کیسے معلوم ہوا۔
 ... لہذا نہ... خیر... تم جہاں ہو وہیں ٹھہرو۔ میں راہ ہوں
 اور...“
 وہ خاموش ہو گیا۔
 کیا تھکا ہے؟ نیلم سے تھکا سہتے پوچھا۔
 وہ لوگ اس وقت پھر ساری عمارت میں داخل ہوئے
 ہیں۔ امر سنگھ کا بھی خیال ہے کہ وہاں کوئی پہلے ہوئے موجود
 تھا ہے شاید انہوں نے قتل کروا لیا ہے؟
 ”اور“
 ”اٹھو! ہمیں جلدی کرنی چاہیے۔“
 ٹیکسی انہوں نے عمارت سے کافی فاصلے پر پھوڑی تھی
 اور اب پیدل ہی چل رہے تھے۔ فریدی نے منک بھی جھوڑی
 نیلم نے محسوس کیا کہ وہ اس طرف جا رہا ہے جہاں سے پچھلی رات
 وہ ان آٹھوں آدمیوں کی نگرانی کرتی رہی ہے۔
 جھارٹون کے قریب پہنچ کر وہ گھٹنے یک ایک نیلم
 جو منک پڑی اور دھیر سے ہنسی اٹھی کیونکہ چل کی آواز
 نکالنے والا فریدی ہی تھا مگر ان کہہ سکتا تھا کہ وہ چیل کی آواز
 کی نقل تھی۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوا تھا جیسے کی چیل نے...
 سوتے سوتے جو منک کی جگہ کی آواز نکال رہا اور پھر فوراً ہی اس
 کا مقصد بھی ظاہر ہو گیا۔ امر سنگھ ان کے قریب پہنچ چکا تھا۔
 ”کیوں؟“ فریدی بہت سے بولا۔

کوئی بہر نہیں نکلا
دیکھتے ہیں؟
آنکھ
بھری؟

نئی ہال جو بھی میں میں، سگراب کھڑکی کے شیشوں میں
روشنی نہیں دکھائی دیتی۔

آؤ! فریدی نے آہستہ سے کہا، ان کے ہونٹ گھبرا گئے۔ عمارت
سستان پر کسی بھی اور تقریباً ڈیڑھ یا دو فلائنگ کے غاصب پر
رہائشی عمارت کے قریب رکھوائی کے اسٹیشن سے روک رہے تھے۔
فریدی جتنی کھڑکی تک پہنچ گیا تھا۔ اس نے اس کے شیشوں
پر ہاتھ پھیرا اور برقی شیشہ ٹوٹا ہوا تھا۔ اس نے اندر ہاتھ ڈال
کر باہر سے کتنی گڑائی اور کھڑکی کے دونوں پٹ کھول دیے۔
دوسرے ہی لمحے میں وہ اندر تھا پھر نیلم اور ام سنگھ نے
بھی یکے بعد دیگرے اس کی تعلیمی۔ اندر جھینکروں کی جھان
جھان کے علاوہ اور کسی قسم کی آواز نہیں تھی۔

فریدی نے خود روشنی والی مٹی کی مٹکے دو حصوں کی،
اور روشنی کا دائرہ سب سے پہلے ایک کدی پر پڑا جو جسے حرکت
فرش پر لٹا ہوا تھا۔

وہ کھڑکی کا رخ فریدی کی آغوش میں ہوا گئی تھیں اور
فرش پر خون پھیلا ہوا تھا۔

فریدی کچھ دیر تک لاش کو دیکھتا رہا پھر دوسری جانب
متوجہ ہو گیا۔ یہ بڑی عمارت صحت و دھڑکن پرش کی مٹی پر
کی جانب مائل تھی۔ یہ بڑا تھا اور یہاں دو تین ٹوٹی
چھوٹی ٹھوس بنائیں موجود تھیں۔ کئی جگہ آوازوں کے ٹھہر نظر
آ رہے تھے۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی قسم کی چیزیں ادھر
ادھر سے ترستی سے بکھری پڑی تھیں۔

میرا دھوئی ہے جناب! ام سنگھ آہستہ سے بولا، ایک
پرندہ بھی یہاں سے نکل کر نہیں گیا۔

مجھے یقین ہے کہ تم غلط ہیں کہہ رہے ہو فریدی نے کہا۔
ایسا تک نیلم اچھل کر قہقہہ بٹھائی وہ نہ تو تینوں موٹر
سائیکس اس پر گری ہوئی تھیں اور تو جی نہ سنبھل سکی اور
لڑکھائی ہوئی آوازوں کے دھیرے جاگری گری ہوئی موٹر
سائیکلوں کے پیچھے سے ایک نقاب پوش برآمد ہوا تھا جس کے
دائیں ہاتھ میں رولڈ ہوا تھا اور بائیں میں نارنجی ٹاٹھی کی روشنی
فریدی اور ام سنگھ پر پڑ رہی تھی۔

”ایسے ہاتھ اور پاؤں ہالو! وہ سانپ کی طرح چمکنا۔
نیلم کو یہ دیکھ کر کھڑا آنسو سس ہوا کہ فریدی نے اپنے دونوں
ہاتھ بے خون دھرا تھا دیکھتے تھے۔ نیلم اب آوازوں کے دھیر
سے کھک کر دوسری جانب چل گئی تھی اور شاید نقاب پوش نے
بھی اسے نظر انداز کر دیا تھا۔

نقاب پوش آہستہ آہستہ نارنجی والا ہاتھ دیوالی لون
بڑھاتا تھا۔ نیلم نے نہایت اطمینان سے اپنے پاؤں کی نکالا اور نقاب
پوش پر غور کر دیا۔ نقاب پوش کے ہاتھ سے نارنجی چھوٹ
پڑی اور ساتھ ہی نیلم نے فریدی کی آواز سنیں سمجھائی کوئی صاحب
کر کے کہا تھا۔

”یہ کیا کر رہی ہو، نہیں؟
نارنجی بکھر گئی تھی اور اب نیلم آوازوں کے بکھرنے اور
چیزوں کے ٹوٹنے کا آواز سن رہی تھی۔

”ام سنگھ اسے سننا لگا۔ فریدی کی آواز دھیرے سے گونجی۔
اور اب وہ نارنجی نیلم کے ہاتھ کی مٹی کی نقاب پوش کے
ہاتھ سے گری گئی۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ روشن ہو گیا۔

فریدی نے نقاب پوش کو کوچہ رکھا تھا۔ شاید نیلم کا دار
خالی گیا تھا اور فریدی کو اسے قابو میں کرنے کے لیے جدوجہد کرنی
پڑی تھی۔

ام سنگھ نے نقاب پوش کو کھینچ کر اٹھانا چاہا لیکن وہ
اس کی گرفت میں سے ہوتے ہی پھر گر پڑا۔ وہ اصل بے ہوش ہو
چکا تھا۔ فریدی نے نارنجی کی روشنی میں اس کا جائزہ لے کر کہا۔
”میرا خیال صحیح تھا۔ گولی نہیں لگی مگر نیلم اس طرح غائر ہو گیا کہ
”پھر کیا کوئی؟ اگر وہ اب پر غور کر دیتا تو؟“

”نیک غافل نہیں تھا۔ میرا ہاں امر تم کھڑکی کے پاس ٹھہرو۔
میرا خیال ہے کہ وہ یہاں تنہا جک ہیں مار رہا تھا۔

ام سنگھ کچھ دیر غور دوسرے کمرے کی طرف چلا گیا۔
فریدی اب اس دیوار کا جائزہ لے رہا تھا جس کی طرف کچھ

دیر پہلے نقاب پوش نے اس انداز میں ہاتھ بڑھایا تھا جیسے
کسی چیز کو ٹھونک رہا ہو۔

”آہ! وہ بڑا بڑا لڑے تو کھنٹی کاٹن معلوم ہوتا ہے؟
”جیسے یہاں ہیں، علی کے تانے میں دکھائی دیتے۔ نیلم نے کہا۔

”وہ رنگ دیواروں کے اندر ہو چکی ورنہ پھر۔۔۔ فریدی
نے چھت کی طرف اشارہ کر کے اسے بلب دکھاتے ہوئے کہا۔

”تو وہ اسی بن کی طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا؟“

”میرا خیال ہے کہ یہی بات ہوگی۔ فریدی کچھ سوچتا ہوا
بولا، گر سوچے کچھ بے حس نہیں کو زمانہ بھی درست نہ ہو گا وہ ٹھہر
وہ بے ہوش نقاب پوش پر تنگ پڑا اس کے ہجر سے
سے نقاب پوش تیری۔ وہ ایک خوش شکل جوان تھا۔
”اس کو بلاؤ۔“ فریدی نے آہستہ سے کہا اور نیلم دوسرے
کمرے میں چل گئی۔

ام سنگھ کی مدد سے فریدی نے بے ہوش آدمی کے ہاتھ پیر
باندھے اور ملحق میں رولڈ ہوا تھا جس کے دھیرے کے پیچھے لایا
پھر وہ نقاب پوش فریدی کے چہرے پر نظر کرنے لگا۔ نقاب پوش
مٹی کو اس کا پورا اتر چپ گیا تھا۔ چونکہ بے ہوش آدمی کا لے
ہی سوٹ میں مٹا اس لیے لباس کا سٹنڈ میں مل چکا تھا فریدی
کے جسم پر سیلو سوٹ ہی تھا۔

نیلم صحت سے رہے سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ فریدی نے رولڈ ہوا
کامیج نیلم اور ام سنگھ کی طرف کرتے ہوئے آہستہ سے کہا، تم دونوں
اپنے ہاتھ اٹھاؤ۔

ان دونوں نے اپنے ہاتھ اٹھا دیے لیکن دونوں ہی کچھ
غیر مطمئن سے نظر آ رہے تھے۔ فریدی نے دیوار سے لگے ہوئے تین
پر انگلی رکھ دی اور وہ اس کے دائرے کے دھیرے کھک گیا اور وہ اسے
برابر دیکھا۔ نیلم اور ام سنگھ نے اس کی دقت پر غور کیا۔
”دقت ایک ہلکے سے شکر کے ساتھ اسی دیوار میں ایک
تھاؤ اور تقریباً تین فٹ اونچی تھا۔ نیلم نے اس سے پہلے
ہی فریدی نے کمرے کا بلب بھی روشن کر دیا تھا۔

دیوار میں پیدا ہو جانے والی خلا سے دو آدمی برآمد ہوئے۔
”یہ کون ہیں؟ ان میں سے ایک نے نیلم اور ام سنگھ کو گھورتے

ہوئے پھر نیلم اور فریدی پر کھائیں دیوں کا دورہ پڑ گیا پھر اس نے
پھر آئی ہوئی آواز میں کہا۔ ”یہ پہلی کھڑکی سے آئے تھے اور یہاں
کچھ تلاش کر رہے تھے۔“

”اوہ تم کون ہو دوستانہ؟ نیلم اور ام سنگھ سے پوچھا گیا۔
لیکن یہ دونوں خاموش رہے۔

ان دونوں نے بھی رولڈ نکال لیے اور ایک نے دیوار
کی غلا کی طرف اشارہ کر کے کہا، چلو۔

”چلو۔۔۔“ فریدی بھی بھڑائی ہوئی آواز میں غور کر کے کہنے لگا۔
یہ دونوں خفا کی طرف بڑھے اور فریدی رولڈ دیوالوں کو روک

کر بولا۔ ”ان کی مٹا کشتی سے، لو کہیں ان کے پاس رولڈ نہ ہوں۔“
”ہاں بھڑو۔“

ام سنگھ اور نیلم رگ کے دیکن دوسرے ہی لمحے میں فریدی نے
ان دونوں پر وحشت لگائی اور سب سے پہلے ان کے رولڈ دیوالوں
پر ہاتھ مارے۔ وہ دونوں غافل تھے۔ رولڈ دیوالوں کے پتوں
سے نکل کر دو درجہ گئے۔ یہ سب کچھ کچھ جلدی ہوا کہ ان دونوں
کے منہ سے آوازیں بھی نہ نکل سکیں اور پھر ان کا بھی وہی حشر
ہوا جو پہلے ایک نقاب پوش کا ہو چکا تھا۔

پھر فریدی نے دیوار والی خلا میں تنگ کر دیکھا اور اس
طرف سر کو جھنک دی جیسے وہ مطمئن ہو۔ ام سنگھ نے ان دونوں کو
بھی پہلے نقاب پوش کے پاس پہنچا دیا۔

اور اب وہ اس خلا میں داخل ہوئے۔ نیلم کافی گہرائی
میں زمین چلے گئے تھے لیکن اوپر سے اس کا اندازہ کرنا مشکل
تھا کہ ان کا اختتام کہاں ہوا ہو گا۔

جیسے ہی پہلے زمین سے آخری آدمی کے قدم بٹے دیوار
برابر ہو گئی۔ فریدی جو زمین سے ہوا تھا۔ اس نے سر کو دیکھا اور
پھر نیلم اترنے لگا۔ یہاں پہلی ہی روشنی تھی جو نیلم سے ہی آ
رہی تھی۔ وہ زمین سے لگے رہے اور پھر جیسے ہی ان کے قدم
فرش سے لگے انہیں اپنے سامنے ایک طویل اور نیم تاریک سرنگ
نظر آئی۔

”انگل کج کہاں جا رہے ہیں۔ کیا کوئی دوسرا بہر میں پیدا
ہو گیا ہے؟“ نیلم نے کہا۔

”اب میں سوچ رہا ہوں کہ تمہیں ساتھ نہ جانا مناسب
ہے یا نہیں؟“

”میں تو بہر حال میں چلوں گی، انکل تو وہاں آگ ہی کی باتیں
کینوں نہ ہو رہی ہو۔“

”تم بہت ہنسی ہو، خیر علی گزریاں رہے کو اس وقت
تک فائر کرنے سے امتزاج کرنا جب تک یقین نہ ہو جانے کو

اب تہا کی زندگی خطرے میں ہے۔“
”میں یہی کروں گی انکل۔“ نیلم بولی اور وہ چلتے رہے۔

سرنگ سستان بڑی تھی۔ کچھ دیر انہیں ایک دروازہ نظر آیا
اور اسی دروازے پر سرنگ کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

فریدی نے دروازے کو کھٹکا سا دھکا دیا مگر وہ دوسری
طرف سے بند تھا اور دوسری طرف سے کسی شخص کی آواز سن

آ رہی تھیں۔ اب فریدی نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ دروازہ
نہیں تھا بلکہ پتھر کی بل ان کی راہ میں حال تھی لیکن اس پر کیا ہوا

رنگ ہی ایسا تھا کہ کوئی کا دروازہ معلوم ہو رہا تھا۔ شاید وہ

اس کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا رہتا لیکن اس میں کسی بھی کی تلاش کے سلسلے میں اسے حقیقت معلوم ہو گئی۔ اب سوال تھا کہ اس کا دل کا دھڑکن کی طرح کیا جائے۔

اس نے اسے جتنے دنوں کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔

نیل اور اس کے گھر بھی اسی کے متعلق سوچا رہے تھے۔

یہ لفظیتا دروازہ ہی ہے۔ یہ نہ کہ گیارہ سے دوسرے کھوئے کے لیے بھی کوئی ذرا لی ضرور ہو گا۔

فریدی کچھ نہ بولا۔ وہ بے غور دروازے اور اس کے قریب کی دیواروں کا جائزہ لے رہا تھا۔

ایک ناک دروازہ خود ہی کھل گیا اور دوسری طرف نظر کرنے والے آدمی کے متعلق سے ایک تحریر آمیز سی آواز نکلی۔

"خاموشی سے اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ" فریدی نے کہا۔

اس کے چہرے پر اب بھی نقاب تھی۔

اس آدمی نے ہاتھ نہیں اٹھائے۔ اس کے چہرے پر بھی نقاب تھی اور وہ نیلم اور اس کے گھر کو گھور رہا تھا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ" فریدی دوبارہ غریبا لیکن نقاب پوش نے فریدی پر چلائی نگہ لگائی۔

فریدی ایک طرف ہٹا اور نقاب پوش اس کے گھر سے جا نکلا۔

خود اس کے لیے تیار نہ تھا اس لیے دونوں ہی زمین پر دوڑ پڑے لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس نے اسے اپنا گول پیر کھڑک اچھال دیا۔ وہ اس پر سے گزرتا ہوا دوسری طرف جا گرا پھر اگر وہ بجلی کی سی سرعت سے اٹھ کر اس پر نہ جا پڑا ہوتا تو اس نے رول اور نکال کر فائر کر دیا ہوتا۔ اس نے پہلے اس کے ہاتھ سے رول اور پھینکا اور پھر اس کا گلا گھونٹنے لگا۔ اس کے گلا ایک دیر اور کافی چالاک نوجوان تھا وہ جانتا تھا کہ حریموں پر کب اور کس طرح کا تو یا یا جاسکتا ہے۔ مولیٰ حالات میں وہ ٹھنڈے مزاج کا آدمی ثابت ہوتا تھا۔ اس وقت بھی نہ تو اسے غصہ ہی آیا تھا اور نہ ہی تینت دکھتا تھا کہ گلا گھونٹ کر اسے مار ہی ڈالے۔ اس وقت تک اس نے اپنی گرفت نہ چھلی تھی کی جب تک کہ نقاب پوش کے کو اس جواب نہیں دے سکے لیکن جب وہ اسے چھوڑ کر اترتا تو اس نے گھبرا کر دروازے سے مٹی کی ایک ٹکڑی فریدی کو کینہ توڑ نظر کرنے سے گھور رہے تھے۔ ان کے ہاتھ اوپر اٹھے ہوئے تھے اور فریدی ان سے کہہ رہا تھا۔ "بچو، ہٹو، اٹھو چلے رہو۔ اگر کسی نے مجھ پر نیچے دیکھنے کی کوشش کی تو گولی مار دوں گا چلو۔"

وہ اسے مٹنے لگے تھے۔ فریدی نیلم اور اس کے گھر سے بڑھنے لگا۔

میں چلتے آؤ اب بہت صاف سانی و دھو رہی تھی۔

آخر کار وہ ایک کشادہ کمرے میں پہنچ گئے یہاں دو آدمی بیٹوں سے جکڑے ایک طرف پرستے ہوئے تھے اور دوسری مہین پر کام کر رہے تھے۔

"گڈ! فریدی مسکرایا تو یہ کاروبار ہر قسم سے پہلے ثابت بہت اچھا ہے۔ انہیں سننا چاہو۔"

"مٹھو! ہاتھ اٹھاؤ ہوئے نقاب پوشوں میں سے ایک نے اگے بڑھ کر کہا کہ تم کون ہو؟"

"تم مجھے نہ پہچانو تو ہر قسم سے" فریدی بولا۔ "تجارتی کافی ہے کہ میں نے میری کو پہچان لیا ہے۔ اسے پہچان لیا ہے جس پر انہیں شہادہ اور اس شخص کے قتل کا الزام لگایا جاسکتا ہے تو گلا کے نیچے کالہ مہیش کی گلا گھونٹتا تھا۔"

"اوہ، پولیس! نقاب پوش پر مشن غرایا۔"

"ہاں میری رات تم نے کتنے ٹوٹ چلے ہیں احم۔"

پلو میری جیب سے "پتھر" نکال کر اس کے ہاتھوں میں لگا دو۔

"کون لگائے گا پتھر مال... تم دونوں... اور عورت پوہ! نقاب پوش نے حقارت سے کہا اور اپنے ہاتھ نیچے مچھا دیے۔

پتھر کی سی حرکت لوہے کا ایک وزنی سا ڈنڈا فریدی کے ہاتھ پر لگا اور اس کے ہاتھ سے رول اور چھوٹ پڑا۔

پتھر کی آواز سے سب ان تینوں پر آ گئے۔

"نیلم... چچے بہت جاؤ۔ نیلم نے فریدی کی آواز سنی۔

نیلم دیوار سے جا مچا۔ وہ سوچا کہ یہی جی کی گھیریں۔

نکال کر فائر کرنا شروع کر دے مگر اس نے ہنگامے میں فائرنگ نہ کیا۔

نہیں تھا کہ فریدی یا مامر گھر پر بھی پہنچے لیکن اس نے پتھروں کی جیب میں ہاتھ ڈال کر پستول کو منہ مٹی سے گرفت میں لیا۔

پھر سب سے کئے اپنی ہی حفاظت کرنی پڑے۔

ایسا ناس کے متعلق سے ایک مٹی کی سیخ نکل گئی کہونکہ اسے اپنی پشت سے دیوار پر مٹی سے مٹا دی تھی وہ تبھی نہ مٹی۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ فرش پر پرت پڑی ہوئی تھی۔

اس دیوار پر بھی ایک غلاباڑا مٹی کی تھی اور وہ اسی خلا سے گزرتی ہوئی دوسری طرف جا گئی تھی۔ اس کے سر کی طرف ایک عورت اور ایک مرد کو گھر سے دیکھا۔ یہ دونوں ہی پولیس میں مٹا دیے ہوئے تھے۔

مرد کی کوٹھیں گھٹی اور براؤن رنگ کی تھیں۔

وہ نیلم پر چھکا ہوا حیرت سے انہیں پکارا کہ اسے دیکھ

وہ تھا۔ دھن دھن کا براؤنی جیب سے باہر نکل آیا اور نیلم نے عورت کو کھلا کر پیچھے بٹ گئی۔ بڑی ٹونچوں والا سیسہ جا کھڑا ہوا۔ نیلم بڑی پشیمانی سے مٹی اور ان دونوں کو پستول کی زد میں لائی ہوئی تھی۔ چم تین میں ہیں لیکن تم دیکھو کہ کس طرح تیار ہی مٹی پلید ہوئی ہے۔"

"وہاں... کھانا ہو رہا ہے مادام! بڑی خوشخبری ہے"

نے پولیس میں عورت سے کہا۔

"یہ لوگ کون ہیں؟ عورت بھارتی ہوئی آؤ میں بولی۔"

"یہ لوگ جوان تینوں پر پولیس کر رہے ہیں سرسٹریک کے قاتل ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ اس بڑی کو بھی طرح بیچنا ہوں۔ یہ کون فریدی کے ساتھیوں میں سے ہے۔"

"سکریٹری؟ عورت تشریف لے گئی ہے میں بولی۔ تب تو میں ان کی مدد کرنی چاہئے؟"

"یقیناً مادام۔ اوپاگل لڑکی تم اپنے پستول کا رخ اُدھر کر دو۔"

"تم مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتے۔ نیلم غرائی اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دو۔"

"ارے فریدی گراؤ۔ دھن دھن لڑکی کا سر کی جیب سے اٹھا۔ نیلم کو کھلا کر مٹی اور دوسرے ہی لمحے میں اس کا پستول سکریٹری کے ہاتھ میں تھا۔

"اب بتاؤ بے وقوف لڑکی۔ سکریٹری کی جیب سے اس کے ساتھ بولا اور لڑکی اس کی پیٹھ سے گھونٹنے لگی۔

"چلو! سکریٹری نیلم کو دھکیلتا ہوا لڑکی کے سر سے لے آیا جہاں فریدی اور اس کے گھر میں عورت کر رہے تھے اور ان میں سے کسی کو بھی ابھی تک رول اور نکال لینے کا موقع نہیں ملا تھا۔

سکریٹری نے بتا کر رول اور بھی نکال لیا۔ ایک خیر ہو اور پھر سکریٹری کی طرف آواز سنائی جو کہ ہاتھ بٹھا کر فریدی کے سر سے الگ ہٹ جاؤ۔ اپنے ہاتھ اوپر اٹھا اور مادام آپ براہ کرم ان سبوں کے چہروں سے نقابیں ہٹا دیجئے۔"

وہ سب جہاں تھے وہیں کہ گئے اور انہوں نے اپنے ہاتھ بھی اٹھا دیے تھے۔ فریدی اور اس کے گھر کے ہاتھ بھی نیچے تھے۔

ایک آدمی کا ہاتھ جیب کی طرف جا رہا تھا کہ سکریٹری کے رول اور سے شلہ نکلا اور وہ اٹھ کر اُدھر میں ڈھیر ہو گیا۔

"ابھی میرے پاس دس فائرنگ گولی موجود ہیں۔ سکریٹری نے سر پر لپٹ کر کہا اور فائرنگ گولی کی پخت میرے ہاتھ میں تھیں

رہتی۔ ہاں مادام ان کی نقابیں الگ کیجئے۔ اوہ... مگر ان میں کون فریدی ہیں۔

میں سوچا کہ تو میں ہوا؟ لڑکی نے پوچھا۔

ہرگز نہیں مادام لڑکی کا نام نیلم ہے اور وہ اس کے گھر سے اٹھ گئے تھے میں ان سبوں کی نقابیں الگ کر دوں بھلی کرو۔

دوسری تینوں آٹھ کاروباروں کا۔

ایک ایک تل چمک پڑی۔ وہ انہیں پھٹ پھٹ کر مٹی کی گھوڑی تھی۔

"چلو، بھلی اٹھو۔"

فریدی نے بھی محسوس کیا کہ اب اس کے سکریٹری کی آواز بالکل بدل گئی ہے۔

اس کے گھر میں تیزی سے محسوس کی نقابیں اٹار رہا تھا۔

فریدی کی جیب سے اسے یہ تم پھر پھر میری، مچھین سام کر کے کے دوست۔

"ہاں! میری غرائی! اور میں تین اس حرکت کا مزا چکھا ہوں گا۔"

"میری ایک تم پھر پھر چاہتے ہو؟ سکریٹری نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

ایک کے علاوہ اور... سبوں کی نقابیں اٹار رہی تھیں۔

سکریٹری نے ایک لمبی سانس لی اور نقاب پوش کی طرف دیکھنے لگا۔ اب نقاب پوش نے خود ہی اپنی نقاب الگ کر دی۔

"کون! لڑکی ایک اپنے خشک ہونٹوں پر زبانی پھر نکلی۔

انہوں اور تم اس کا دوبارہ سے واقعہ تھیں؟ فریدی نے پوچھا۔

"میں کا وہ ہے؟"

"پہلی سوچے کے ٹوٹ چلے جاتے رہے ہیں۔"

"میں تین جاتی تھی کون تین تھیں۔ میرے سکریٹری سے پوچھ لیجئے۔ میں تو یہ بھی نہیں جانتی تھی اس عمارت کے نیچے تھے ہیں۔ یہ نہ خلتے بھی میرے سکریٹری ہی نے دریافت کیے تھے۔"

"سکریٹری سے میں بعد میں پچھوں گا۔ فی الحال تین بھی ہیں سے قید ہوں کی طرف میرے ساتھ چلتا رہے گا۔"

میری کا قہقہہ رخانے کی فضا میں گونج اٹھا۔ اس وقت اس کے گھر کے پتھر لیاں نکلا رہا تھا۔ اس نے اس کے خلاف ذرا براہی چلا دی تھی۔

"آپ مجھے جی بولی کی طرف کیوں لے جائیں گے؟ لڑکی نے

بھارتی ہوئی آواز میں بولچا۔

اگر آپ مجرموں کی طرح جائیداد کو بیس نوکشی کر لو گناہ سگری نے غلام دلاپستول اپنی بائیں کپٹی سے لگاتے ہوئے کہا۔

ادہ: "فریدی نے غرموں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جن کے ہتھکڑیاں لگائی جا چکی تھیں۔ میں آپس خود کشتی کا خورو نہیں دوں گا۔ امرتھ اس کے بھی ہتھکڑیاں لگا دو۔" یہ پاکستان صاحب جس جناب۔ میں نے پہچان لیا ہے۔ امرتھ لولا۔

کوئی صاحب بھی ہوں: "فریدی کا لہجہ بہت سرد تھا۔ یہ غرموں ہی کی طرح کو تو ان تک سے جلتے جانے لگے کیونکہ میں انہیں صرف نوکری کے سگر ٹوکی کی حیثیت سے جانتا ہوں۔ ویسے اگر یہ اپنے مستقل جگہ کے سپرنٹنڈنٹ کو اطمینان دلا سکے تو ان کی ہتھکڑیاں نکال دی جا سکتی تھیں۔"

دھن: "سگری نے گن کر کہا: ہینڈ ز اپ۔ اور فریدی نے اپنے ہاتھ اٹھا دیے۔ تلم اور امرتھ نے بھی اس کی تقلید کی۔ ملازم واپس چلے۔ سگری نے کہا اور پھلی دیوار کے غلطی طرف ہستے لگا سچہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ غلامیں داخل ہوئے اور دیوار پر لار ہو گئی۔ بری ایر سے آنکھیں چاڑھ دیوار کی طرف دیکھ رہا تھا۔

باکل ہی گدھا نہیں ہے۔ فریدی مسکرایا۔

دوسری صبح سام گریگ کی کوٹھی پولیس والوں کے بھاری بھر کم جوتوں کی آواز سے گونج رہی تھی۔ فریدی نے سارے تھکنے کے راستے کھولی کر رکھ دیے تھے۔ لوی کریگ کو بھی کی کیا ڈرنس پولیس کے نصب کیے ہوئے ایک نیس ہی مچھتی۔ سپرنٹنڈنٹ فاروقی بہت زیادہ مشغول نظر آ رہا تھا۔ وہ دوسرے ہی طرف تھے جوتے غلاموں سے برآمد کی ہوئی اشیاء کی فہرست تیار کر رہے تھے لیکن وہ سب ہی فریدی کی مفصل رپورٹ کے لیے بے چارے تھے۔

اور فریدی باسپرینٹ میں لوی کریگ سے گفتگو کر رہا تھا۔ "میں آپ سے زیادہ آپ کے اسسٹنٹ کی ممتوں ہوں کر صاحب! انہوں نے کس طرح مجھے مجبور کر دیا تھا کہ میں ان پر اعتماد کروں ورنہ دنیا کی کوئی قوت مجھ سے اس پراسرار شخص



کے ایک کلاسیک نے اپنی دہلیز سے کہا: "دیکھو، یہ ہندی زندگی کا ایک ٹائٹل پر شمع ہونے والا ہے میرے والدین کو تین دہائیوں کی حیثیت سے قبول کرنا ہو گا جیسے وہ نہیں ایل بی ڈی میرے کو اپنی پشیمان کیل نہ بیگا دیں۔ ہم اپنی عزت کے بدلے سچے سچہ گھبراہٹ کی طرح جانتے ہیں گے جتنا اپنی قوم کی باتوں میں بیک کبیرہ دھاری کا دل چیتے کی کرکشن کن۔ تم اپنی بہت کے چوکے چوکے لگا کر میری ہتھکڑی کے زیادہ سے زیادہ وزن بٹا سکتے ہو۔"

لذت

ایک آدم نور جانی نے دوسرے قاتل سے کہا بہت فرسکا گوشت ہے تمہاری بیوی کو کھانے پر بلانا۔ دوسرے قاتل نے جواب دیا: "موتی کیں کے یہ بیوی بڑی آہ ہے۔"

کے متعلق کچھ معلوم کر سکی ہیں سرخ رنگ کا لیب لگا ہوا تھا۔ لیکن آپ نے مجھے اس کے متعلق کہیں نہیں بتایا تھا۔ کیا آپ پر قانون سے تعاون نہ کرنے کا الزام عائد نہیں ہو سکتا۔

بمبور بھی جناب آپ کے اسسٹنٹ ہی نے مجھے اس سے باز رکھا تھا ورنہ میں نے تو تیر کر لیا تھا کہ آپ کو اپنے باپ کی پلیمسرا خواب گاہ کے متعلق مزبور بتا دوں گی۔

انجیر: "فریدی اٹھتا ہوا لولا آپ کو متیں ہے ناک پانچے بیان میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہ محسوس کریں گی؟" میرا بیان حقیقت پر مبنی ہے اس لیے اس میں کبھی تبدیلی نہ ہر سکے گی۔

انجیر: "خبر ہے کہ آپ کو یہ ملامت چھوٹنی پڑے گی۔" میں سب کچھ چھوڑنے پر تیار ہوں مابقی فحش سے روزی حاصل کر کے زندگی بسر کروں گی۔

"میں! میرا خیال ہے کہ صرف یہ کوٹھی سا زور سلاطین حیت مضبوط ہو جائے گی۔"

انجیر: "مذہب کوٹھی ہوگی۔" فریدی غیر محنت میں واپس آگیا۔ سو پر فاروقی بہت ہی سنی سے اس کا تشکار کر رہا تھا۔

انجیر: "خبر ہے کہ سب اسٹڈی میں جمع ہوئے اور فریدی نے انہیں تفصیل سے بتانا شروع کیا۔"

سام گریگ نے بڑی چالاکئی سے اپنا گروہ ترتیب دیا تھا۔ اس کے ساتھی اس کی اسلیٹ سے واقف نہیں تھے۔ وہ ان سے الگ رہ کر بھی اس بزنس کو کنٹرول کر سکتا تھا۔ آپ نے دیکھا ہے کہ یہاں جلی ٹوٹ چلا ہے جاتے تھے جو یہاں سے ایک ہزار سال تک یہاں اچھل کر ویسے جاتے تھے اور وہاں سے ان کے عوض سونا اچھل جاتا تھا۔ وہاں سے وہ ٹوٹ مشرق وسطیٰ میں جاتے تھے جہاں ان کی قیمت اصل سے ڈیڑھ گنا بڑھ جاتی تھی۔ سام گریگ ان کے عوض سونا وصول کر لیتا تھا۔ ان کے چرے کر یہ ٹوٹ یہاں نہیں چلائے جاتے تھے ورنہ سام گریگ کا بزنس اتنے دنوں تک نہ چھوٹتا چھوٹتا رہتا۔ سام گریگ کے آدمی بنگلہ جگہ پیچھے ہوئے تھے اور ان کے گھر مختلف کام تھے جیسے انیسویں ہے کہ کچھ سرائع رسلان تک میں اس کے آدمی موجود تھے۔ نگار کا سوا اسی کے گروہ سے تعلق رکھتا تھا لیکن وہ علم سرائع سانی کا ایک افسر بھی تھا اور وہ حقیقتاً وہاں سام گریگ کی کے لیے کام کر رہا تھا۔ سب سے بڑوں کے ایک دوسرے گروہ کوئی گروہ

اس منگفت بخش بزنس کا علم ہو گیا اور اس نے کوشش شروع کر دی کہ کسی طرح اس پر وہ خود قابض ہو جائے۔ اس گروہ کا سربراہ بری تھا اور ہر قسمی سے اس کے گروہ کا ایک آدمی بھی جگہ سرائع سانی سے ہی تعلق رکھتا تھا۔ میرا اشارہ اس کے بزنس شادی کی طرف ہے۔ اسے علم تھا کہ سرس کا سفر جلی ٹوٹوں کا بزنس کرنے والوں کے لیے گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور سام گریگ کو بھی شاید علم ہو گیا تھا کہ بری اس کے بزنس پر نظر رکھتا ہے لہذا اس نے اس کا قلع قمع کرنے کے لیے اپنے گروہ کا کچھ حصہ وقت کر دیا۔ یہ لوگ ان جگہوں پر پہنچ گئے جہاں یہاں بری کی ریشہ واریوں کا اسکان ہو سکتا تھا۔ چنانچہ نگار غیر بھی ایک ایسی ہی جگہ بھی نگار غیر کا حلیو سام گریگ کا آدمی ہے اور وہ بھی اس بزنس میں شریک رہا ہے۔ غیر کے گروہ کا کام یہ تھا کہ وہ اعلان پانی رپورٹ کسی ایسے آدمی کو دیتا تھا جسے وہ جانتا تھا کہ وہاں سام گریگ کے گروہ کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس کے آدمی ایک دوسرے کی اسلیٹ سے واقف نہیں تھے۔ مثلاً اگر کسی ایک کام سونا لیا ہے تو وہ صرف اس کی کوٹیا ہے کہ انہیں اسے اس کا علم نہیں ہو گا کہ اس کا مکی اصلاح کو دوسروں تک پہنچانے والا کوں ہو گا۔ مثلاً کہ وہ بری اسٹڈی کے گروہ سے ہی کوٹے لیجے۔ وہ دن بھر کی رپورٹ دہاتی روزانہ کی شکل میں پیش کرتا تھا۔ جسے اس کے ساتھی بڑی دلچسپی سے پڑھتے تھے اور ان ہی میں ایک آدمی ایسا بھی تھا جو اس خبر سے مخصوص قسم کے پیغامات کو لے کر جاتا تھا لیکن سفر اس آدمی سے جتن بھی تھا، وہ وہاں کی محنت سے وہ دن بھر کی رپورٹ لے کر تیار لایا ہے کہ وہ روزانہ پانچے آسانی سے نہیں آ سکتے۔ بلکہ اگر وہ اس آدمی سے واقف ہوتا تو اسے ایک شخص ضرورت نہ ہوتی۔ وہ فریدی بالمشاذ آئے اپنی رپورٹ دے سکتا تھا۔ ان رپورٹوں میں صرف غیر کے متعلق ساری باتیں چھوٹی تھیں، بہر حال میں ان سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کتنی کتنی کھجور کے پتے تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ بری کی کے آدمی دے رہے ہوں گے۔ دراصل سام گریگ نے یہ انتظام اس لیے کیا تھا کہ غیر کی حفاظت کی جا سکے۔

فریدی سانس لینے کے لیے نکلا ہی تھا کہ فاروقی بول پڑا۔ "خدا کے لیے اب تو بتا دیجئے کہ ان کا خزانہ میں رپورٹ نہیں ملے گا۔" فریدی مسکرا کر اپنا ناکالٹا ہوا لولا نہ لیجے اس صفحے کی تحریر کو ملید آواز سے پڑھ جائے پھر جس باتوں کا

خادق نے کاغذ پر لکھ کر چھٹا شروع کر دیا یہ ایک شہر کی
 تھی۔ لکھنے والے نے کسی بات کا ذکر نہ کیا تھا تب اس کی عجب سہ
 اس کے ساتھ شرب پیتا اور حق کرنے سے انکار کر دیا تھا۔
 سننے والوں نے بہت برا سامنا نہ بنایا اور فریدی کو اس
 طرح گھونسنے لگے جیسے اس کا مارا نہ خراب ہو گیا ہو۔
 اب مجھ سے سنئے۔ فریدی نے کہا: پیغام یہ ہے بھلی
 رات ٹوٹی اور بلنگر مگر کے دفتر میں گئے تھے اور اس کے سارے
 کاغذات الٹے الٹے کھڑے تھے لیکن شاید انہیں وہ چیز نہیں ملی
 جس کی تلاش تھی۔
 "اس میں یہ پیغام کہاں ہے؟" خادق نے ساتھ لولا۔
 "ہے۔" فریدی مسکرایا۔ "سارے کاغذات تبدیل سے تحریر
 کے گئے ہیں۔ ذرا غور کیجیے۔ بعض الفاظ کے اکثر حروف دبا
 کر رکھے گئے ہیں یعنی تحریر روئی ہے اور بعض حروف بہت بڑے
 ہیں۔ صرف روشن حروف کو چھوڑ کر ایک جگہ اکٹھا کر دیے ہیں
 پیغام بن جائے گا جس میں اعلیٰ عرف کیا ہے۔"
 "میرے خدا! خادق نے ساتھ لپٹا پھیل پڑا کتنی معمولی
 سی بات تھی لیکن میری سمجھ میں نہ آ سکی۔"
 "اس طرح اور بہتر سے پیغامات ہیں۔" فریدی لولا اور
 ان جگہ میں پھری کے قمار خانے کی جانب اشارے کرتے ہیں۔
 بہر حال ان کاغذات کی اہمیت مجھ پر ایسی وقت واضح ہوئی تھی،
 جب شاہ قتل کر دیا گیا تھا اور کسی نے ان کاغذات کے بارے
 میں میری رائے معلوم کرنی چاہی تھی اور فون پر ٹوک دیا تھا کہ
 خادق ظاہر کیا تھا۔ غیر شاہ تو اس لیے قتل کیا گیا تھا کہ اس نے
 اس کے متعلق شہر ظاہر کیا تھا۔ بہر حال میں یہ کہہ رہا تھا کہ وہ
 گھبرا کر نکلا تھا میرے بھائی کھڑا ہوا اور نکلا تھا میرے خلاف
 جو کہیں بنایا گیا تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ نکلا کا میجر سراسیمہ
 ہو جائے اور اس سے ایسی کرشمیں سرزد ہوں جو اس مقام تک
 میری کے گردہ کی رہنمائی کر سکیں جہاں نوٹ چھپائے کی مشین
 تھی یا جو برنس کا سر کر تھا۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ انہیں
 دنوں سام کرگم مری گیا اور اس کی موت حقیقتاً نگار ہی
 سے دایم پر واقع ہوئی۔ شاہ نے وہیں سے ایک کس بنا
 ڈالا اور میرا خیال ہے کہ میری کو بھی محض شہر ہی تھا کہ سام
 کرگم اس برنس کا سید ہے۔ یقین نہیں تھا اسے، ورنہ وہ
 اسے کسی نہ کسی طرح قابو میں کرنے کی کوشش کرتا۔ اسے دراصل
 شہر ہوا تھا۔ سام کرگم کی موت کے بعد جب کسی شہر آبادی کو اس

نے سام کرگم کی کھانڈ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔
 میں ابھی تک کچھ نہیں سمجھتا تھا۔ اس کا نام سام کرگم
 چھپنے کی مشین تھی جو تھی۔
 "لیکن یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ سام کرگم کے آدمی یہ نہیں
 جانتے تھے کہ وہی ان کا سر برہ ہے؟" کسی نے سوال کیا۔
 "کیونکہ سام کرگم کی موت کے بعد بھی اس کی خواہ گاہ
 میں چھپے ہوئے تھے۔ لیکن پھر اس کے لیے بنیاد آتے رہے
 تھے لیکن شہر یہ میں نے یہ بھی نہیں کہا کہ سارے ہی آدمی
 اس سے ناواقف تھے۔ زیادہ تر ناواقف تھے۔ مجھے ابھی تک
 پچاس آدمیوں میں سے صرف دو ایسے مل سکے ہیں جو جانتے
 تھے کہ سام کرگم ہی ان کا سید ہے۔ ایک سے نگار کا میجر
 اور دوسرا ایک معمولی حیثیت کا آدمی۔ سام کرگم نے اس
 کو مٹی کے کھانڈ میں ایک معمولی سی عمارت بنوائی تھی جو صرف
 دو کمروں پر مشتمل ہے۔ اسے کرگم نے ایک آدمی کو کرایہ
 پر دے دیا جو موٹر سائیکل کی مرمت کا کام کرتا تھا اور زیر
 دوسرا آدمی موٹر سائیکل کی مرمت کے کارخانے میں ایک گھنٹیا
 سی حیثیت کا ملازم تھا لیکن نوٹ اس کی عمرانی میں چھپتے تھے،
 اور اس عمارت کی کچی اس آدمی کے پاس رہتی تھی اور یہ وہ آپ
 دیکھ ہی چکے ہیں کہ اس عمارت سے قمار خانوں کا راستہ شروع
 ہوتا ہے۔ سام کرگم ظاہر ہو کر اس دھندے سے بالکل
 الگ تھا کہ وہاں تک کہ یہ حقیقت تھی کہ ایک ایک چیز میری اس کی
 نگاہ رہی تھی۔ ابھی خواب گاہ میں بیٹھے بیٹھے مجھے علم ہوا
 تھا کہ نوٹ چھپانے کا ایک شروع کیا گیا اور کتنے نوٹ چھپانے لگے
 جیسے ہی نیچے مشین حرکت میں آئی خواب گاہ کے میٹل میں دالا
 سرخ بلب روشن ہوا تا اور حرکت کرتے ہوئے بند سے پھینچنے
 والے نوٹوں کی تعداد جانتے رہتے۔
 مگر میری کے متعلق آپ کو یقین کیسے ہوا تھا کہ وہ دوسرے
 گروہ کا سربراہ ہے؟ سو پر خادق نے پوچھا۔
 "اوہ! وہ دوسرے جو آپ قید میں ہے وہ اصل میں پیلارے
 نے اس کیس کے سلسلے میں میرا بہت ہاتھ بٹایا ہے۔ وہ ہی سام
 کرگم ہی کے گروہ سے تھیں رکھتا تھا اور میرے چچے اس لیے
 لگا تھا کہ ان کاغذات کو آزاد سے۔
 فریدی نے دیر کے متعلق بتانا شروع کیا کہ اس طرح وہ
 اسے بڑا کر سمجھتا ہوئی ہے ایک کہنے میں لے گیا تھا۔
 "اور پھر؟" اس نے کہا: "ان حقیقت ہے کہ وہ میرے

اس رویہ پر اپنا مذہبی توازن کو مینٹھا تھا۔ ہر وہ چیز جو کسی آدمی کے
 لیے قلمی حق ہو جاتی ہے اس کے اعتبار پر ایک خاص قسم
 کا اثر ڈالتی ہے جس کے تحت وہ عورتی دیر کے لیے اپنی میلیت
 سے بہت جاگسہ یعنی مثال کے طور پر کوئی آدمی آپ کے خلاف
 عداوت میں ہے اور اسے تو قہ سے کہہ دیا آتے ہی اس پر ہاتھ
 چھوڑ دے مگر اس کے برخلاف آپ نہایت محنت کے ساتھ
 اسے مگر شہر میں کرتے ہیں۔ وہ فوراً میری مٹ کش میں
 مبتلا ہو جاتا ہے۔ ابھی تک وہ آپ کے لیے غصہ اور نفرت لیے
 بیٹھا تھا لیکن آپ کے رویے نے ان جذبات کے برعکس ایک
 تیسرا جذبہ اس کے ذہن پر مسلط کر دیا۔ ظاہر ہے کہ اس فوری
 جذباتی تیز کارکردگی پر ضرور پڑے گا اور اس کے رویے میں
 بہتری تبدیل نظر ہو گی۔ مثلاً وہ کہلانے کا چھپنے کا
 اور بھی اس کے چہرے پر بڑے دیر پلے کی جھلکا ہٹ کا پر تو
 نظر آئے گا۔ وہ خود بھی اپنے اندر ان تبدیلیوں کو محسوس کرے
 گا لیکن جتنا بھی وہ ان کے متعلق سوچے گا اتنا ہی زورس ہوتا
 چلا جائے گا پھر اسے ذہنی کرب سے بچنا پڑے گی صرف
 ایک ہی صورت نظر آئے گی۔ یہی حال اس دیر کا بھی ہوا۔ وہ
 کچھ تھا کہ جوش میں آئے پھر وہ اپنے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں دیکھے
 گا لیکن اس کے بجائے اس نے اپنا علیہ ہی تبدیل پایا اور
 پھر جب میں اسے ایک دوسرے رہتوں میں لاکر اس کی
 خاطر مدارات کرنے لگا تو وہ بالکل نئی زورس ہو گیا جس پھر میں
 نے سیر چھلنے دیکھ کر اسے سانچے میں ڈھالنا شروع کر دیا
 میں نے اس سے کہا کہ میں نے اس کی شکل اس لیے تبدیل کر
 دی ہے کہ وہ اپنے ہی آدمی کی گولی سے محفوظ رہے۔ اس
 پر اس نے بتایا کہ میرا خیال صحیح تھا۔ گروہ کا ہر فرد جانتا ہے کہ وہ
 جب بھی پولیس کے ہاتھوں میں پڑا، بیان دینے سے پہلے ہی کسی
 نہ کسی طرح مار ڈالا جائے گا اس کے بعد اس نے سب کچھ اگل دیا
 لیکن وہ بھی نہیں جانتا تھا کہ گروہ کا سید سام کرگم ہے لیکن
 میری اور اس کے بارہوں سے واقف تھا۔ میری بھی جانتا تھا۔
 گروہ والے عام طور پر اپنے سربراہ سے واقف نہیں ہیں اس
 لیے اگر برنس پر آسانی سے اس کا قبضہ ہو جائے تو گروہ والوں کو
 اس تبدیلی کا بھی علم نہ ہوتا۔
 "یقیناً خاموشی سے فریدی کی تقریر سن رہے تھے۔
 جب وہ خاموش ہوا تو خادق نے کہا: "ان لوگوں نے بہت ہی
 اعلیٰ پلے پر سونا اٹھل کیا ہے۔" خادق نے سو سنا بڑا بڑا ہوا

ہے اس کی قیمت کم از کم ڈھائی کروڑ ضرور ہوگی۔
 "ابھی نہ جانے کسی گورنار میں باقی ہیں؟" فریدی لولا لیکن
 واضح رہے کہ وہ دیر کو آپ کی تیر میں ہے سو سو ملات گروہ
 بنایا جائے گا۔
 "تو گروہ قتل کا ذمہ دار آپ کے شہر ہوتے ہیں؟"
 "سو فیصدی میری کو۔ جب شاہ کو اس کی اصلیت کا
 علم ہو گیا تھا تو اس کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ میری ہی
 کے کسی آدمی نے رائفل کو ڈک لی ہوگی۔
 اس کے بعد پھر ضابطے کی کارروائیاں شروع ہو گئیں
 اور فریدی جس کام قریب قریب ختم ہو چکا تھا پولی وائس آ
 گیا لیکن عید سے ملاقات نہیں ہوئی کیونکہ وہ تو اس در سے
 جلا گیا تھا کہ پھر ہوا تھا کہ فریدی کیس تھی سے باز پرس نہ کرے
 کہ اس نے اسے اطلاع دیے بغیر کسی پر دودھ کیوں
 ڈالے تھے۔
 "نیل مو جو تھی، فریدی کو دیکھتے ہی وہ مسکرائی۔
 "میرے خیال سے آپ بابا کو ملات کر دیکھیے۔" اس
 نے کہا۔
 "وہ ہے کہاں؟"
 "پتا نہیں... مگر..."
 "میں اب اچھی طرح اس کی خبروں کا۔ تنگ آ گیا ہوں۔
 اگر میں کسی کام پر لگا تا ہوں تو دم نکلنے لگتا ہے اور خود مجھے
 اطلاع دے بغیر کنوین میں چھلانگ لگا دے گا، آگ میں
 کود پڑے گا۔ اگر اس نے مجھے سام کرگم کی خواب گاہ کے
 میٹل میں کے متعلق پہلے ہی بتایا ہوتا تو اس کیس میں فانی
 دیر کیوں لگتی اور پھر یہ کیس ایسا تھا کہ اسے اپنی فٹیش کی روٹ
 باضابطہ طور پر دینی چاہیے تھی کیونکہ اس میں مجھے کے وہ تاثیر
 بھی ملتے تھے۔ میں کچھ کہتا ہوں کہ اگر پچھلی رات وہ وہاں
 سے کھسک ہی نہ گیا ہوتا تو مجھے اس کے ہاتھوں میں ہی چھکریاں
 ڈالتی پڑتیں۔"
 "اوہ! تو اسی لیے آپ نے کہا تھا کہ بالکل گدھا نہیں ہے؟"
 فریدی کچھ زبولا۔ وہ سگارا سگٹانے لگا تھا۔

